ہفتہ واری جداریہ بنام تجلیات امجد میں شائع ہونے والے مقالات کا حسین مجموعہ

ناشر: امجدی مشن

طلبۂ گھوسی جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفتہ واری جداریے بنام تجلیاتِ امجد میں شائع ہونے والے مقالات کا حسین مجموعہ

تجلیات امجد

شمارہ نمبر ۳

بموقع عرس حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ

بفیض روحانی

فقیہ اعظم ہند خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ
مفتی الشاہ حکیم **محمد امجد علی اعظمی** قدس سرہ العزیز
مصنف بہار شریعت

زیر سرپرستی

سلطان الاساتذہ ممتاز الفقہاء حضور محدث کبیر
حضرت علامہ **مفتی ضیاء المصطفی** قبلہ قادری
مدظلہ العالی سربراہ اعلیٰ طیبۃ العلماء جامعہ
امجدیہ رضویہ گھوسی

مرتبین:
محمد آصف امجدی
محمد مصطفی رضا امجدی

تزئین کار:
عبد القادر، تفسیر رضا
ابو شحمہ قادری امجدی
ثاقب رضا امجدی

ناشر

امجدی مشن

طلبۂ گھوسی طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

آئینۂ تجلیاتِ امجد

نمبر شمار	مضامین	قلم کار	صفحہ

نوٹ: اگر کوئی خامیاں نظر آئے تو اطلاع کریں!

8960740985
9616937216
9889835026

دعائیہ کلمات

استاذ العلماء نازش علم وفن حضرت علامہ الحاج **عبدالمبین خان** مصباحی صاحب قبلہ
شیخ الادب طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ وخطیب وامام سیدی مسجد کریم الدین پور بگھی شریف گھوسی

قلم اللہ رب العزت کی وہ عظیم الشان نعمت ہے جس کے ذریعے بڑے بڑے انقلاب رونما ہوئے، تاریخ کے دھارے موڑ دیئے گئے، ظالموں کے پنجے مروڑ دیئے گئے ،اور آج کے اس پرفتن ماحول میں بھی قلم سے فتنوں کا جواب دے کر قوم میں نکھار لایا جاسکتا ہے، اس کی اصلاح کی جا سکتی ہے، اسے برائیوں سے دور رکھا جا سکتا ہے۔

آج ہماری محفلوں میں بہت سے اکابر کا تذکرہ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ ہوتا ہے اور اس انداز میں ہوتا ہے لگتا ہے کہ یہ حضرات آج بھی ہمارے درمیان بنفس نفیس موجود ہیں، جبکہ انہیں دنیا سے آخرت کی طرف کوچ کئے ہوئے صدیاں گزر چکی ہیں، ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان نفوس قدسیہ کا تذکرہ کیوں زندہ ہے ؟ تو اس کا واحد جواب ہے کہ انہیں ان کے قلم نے زندہ کر رکھا ہے، ان کی تصنیف وتالیف سے دنیا فیض یاب ہو رہی ہے، اور صبح قیامت تک ہوتی رہے گی، پتہ چلا کہ ان کی قلمی دینی خدمات ہی ان کے ذکر خیر کا راز ہے، اسی وجہ سے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا: کہ قلم اللہ کی بڑی نعمت ہے اگر یہ نہ ہوتا تو نہ کوئی دین قائم رہتا نہ دنیا کے کاروبار درست ہوتے۔

قلم کے انہیں فوائد و اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے محمد آصف امجدی سلمہ (گھوسی) متعلم جامعہ امجدیہ رضویہ اور ان کے کچھ رفقائے درس نے وقت کے اہم اورضروری مضامین پر قلم کو جنبش دیا، جس کے نتیجے میں ایک مختصر مگر شاندار اور معیاری قسم کا رسالہ بنام **تجلیاتِ امجد** معارض وجود میں آیا۔جو مختلف اہم مضامین پر مشتمل ہے خصوصاً فقیہِ اعظم ہند خلیفۂ اعلیٰ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی اور جانشین مفتی اعظم ہند، فخر ازہر، شیخ الاسلام و المسلمین حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری علیہما الرحمہ کے کچھ اہم گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ رسالہ کو پڑھ کر دلی مسرت ہوئی نیز دل کی اتھاہ گہرائیوں سے یہ دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ان ہونہاروں کے قلم میں مزید زورعطا فرمائے اور آئندہ کی خدمات میں استحکام عطا فرمائے۔ آمین

عبد المبین خان مصباحی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

۳۰/ شوال المکرم ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۱/ مئی ۲۰۲۳ء بروز اتوار

خانوادۂ صدر الشریعہ کا اجمالی تعارف

محمد مصطفیٰ رضا امجدی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

حضور صدر الشریعہ، بدر الطریقہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ و الرضوان کے تبحر علمی سے جس طرح دیگر نے اپنی اپنی علمی تشنگی بجھائی ہے اور دنیا اہل سنت میں آپ کے کمالات کا تعارف کرایا، حضور صدر الشریعہ کی اولاد نے بھی آپ کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کا نظارہ ہمہ دم کرایا ہے۔

حضرت صدر الشریعہ کی اولاد ذکور میں فرزند اکبر حضرت مولانا حکیم شمس الھدیٰ علیہ الرحمہ ہیں؛ آپ کی ولادت محلہ کریم الدین پور گھوسی میں ہوئی۔ آپ دینی، علمی، مذہبی ماحول میں پروان چڑھے اور ایک جید عالم اور حکیم ہوئے۔ آپ کی پیدائش پر حضور صدر الشریعہ نے فرمایا تھا کہ: اگر" میرا یہ بیٹا دین کا عالم ہو جائے گا تو میرے خاندان میں دس پشتوں سے مسلسل عالم ہو جائیں گے۔

جس جگہ حضور صدر الشریعہ کا مزار مبارک ہے وہاں پر آپ نے اہل گھوسی کے لئے ایک مکتب بنایا تھا، جہاں آپ لوگوں کو قرآن، اردو، حساب، طریقہ نماز اور دعائیں سکھاتے۔ گھوسی میں اہل سنت والجماعت کا قدیم مدرسہ شمس العلوم آپ ہی کے نام سے منسوب ہے۔ آپ کا انتقال رمضان شریف ۱۳۵۹ھ میں ہوا۔

حضرت مولانا یحییٰ علیہ الرحمہ؛ آپ گھوسی محلہ کریم الدین پور میں پیدا ہوئے اور صدر الشریعہ کی علمی بارگاہ سے فیض پایا، آپ کے زیر تربیت رہ کر درس نظامی کی تعلیم مکمل کی اور ایک بہترین عالم و فاضل ہوئے۔

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ ازہری؛ آپ کی ولادت ۱۹۱۸ء میں محلہ کریم الدین پور گھوسی میں ہوئی۔ صدر الشریعہ سے تسمیہ خوانی کی اور قرآن مجید ناظرہ مولانا احسان الحق، تلمیذ صدر الشریعہ سے مکمل کیا اور پھر صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے ساتھ اجمیر شریف دار العلوم معینیہ تشریف لے گئے وہاں ابتدائی کتابیں پڑھیں اور پھر درس نظامی کا آغاز کیا، دورۂ حدیث کے لئے صدر الشریعہ نے آپ کو جامعہ ازہر قاہرہ مصر بھیج دیا، ۱۹۳۷ میں وہاں سے فارغ ہوئے اور دینی خدمات میں ایک جٹ ہو گئے۔ ۱۹۸۹ء میں ملک پاکستان میں آپ کا انتقال ہوا۔ دار العلوم امجدیہ کراچی پاکستان میں آپ کا مزار مبارک ہے۔

حضرت مولانا عطاء المصطفی علیہ الرحمہ: آپ کی جائے مولود بھی قصبہ گھوسی کے محلہ کریم الدین پور میں ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی بعدہ والد گرامی کے حکم سے جامعہ اشرفیہ مصباح العلوم میں داخلہ لیا، وہاں حضور حافظ ملت اور دیگر اساتذہ سے تعلیم حاصل کی اور دستار و سند سے نوازے گئے۔ فراغت کے چند ماہ بعد ہی آپ کے وصال ہو گیا، جواں عمر میں آپ کی رحلت سے صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کو بہت صدمہ پہنچا۔

حضرت قاری رضاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ: آپ کی ولادت ۱۹۲۴ء میں اجمیر شریف میں ہوئی، حضور صدر الشریعہ مع اہل و عیال اجمیر شریف میں قیام پزیر تھے اور دار العلوم معینیہ میں صدر المدرسین تھے۔ وہیں پر آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ مدرسہ حافظیہ سعیدیہ تشریف دادوں علی گڑھ تشریف لے گئے وہاں آپ نے درس نظامی کی تکمیل کی۔

حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی سے ایک سال تک خصوصی درس حدیث لیا۔ آپ خانوادہ صدرالشریعہ کے پہلے حافظ قرآن بھی ہیں۔ ۱۹۵۰ میں اپنے برادر اکبر علامہ عبد المصطفیٰ ازہری سے ملاقات کے لئے پاکستان تشریف لے گئے، وہیں تراویح پڑھاتے، حضرت علامہ ظفر علی نعمانی اور دیگر علما نے آپ کو نیو میمن مسجد کراچی کے لئے خطیب و امام منتخب کر لیا تو آپ ۱۹۵۷ ء سے پاکستان میں مقیم ہو گئے۔ ۲۰۱٤ میں آپ کا وصال پر ملال ہوا۔

حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری اطال اللہ عمرہ؛ آپ کی ولادت ۲ شوال ۱۳۵٤ میں گھوسی میں ہوئی ابتدائی تعلیم والد گرامی اور والدہ محترمہ علیہا الرحمہ سے حاصل کی، قرآن کریم اپنے بڑے ابا حکیم احمد علی سے پڑھا، درس نظامی کی کچھ ابتدائی کتابیں صدر الشریعہ سے پڑھی اور کچھ کتابیں مفتی شریف الحق سے۔ ۱۳۵۹ میں دار العلوم شرفیہ تشریف لے گئے اور حافظ ملت اور دیگر اساتذہ سے شرف تلمذ حاصل کیا اور درس نظامی کی تکمیل کی۔

آپ صدر الشریعہ کے پرتو ہیں۔ بچپن میں آپ کے اعلیٰ ذہن و فکر کو دیکھ کر حضور صدر الشریعہ نے فرمایا تھا میرا " یہ بچا ان شاءاللہ بہت بڑا عالم بنے "گا۔ آپ کے فرمان کے عین مطابق آج حضور محدث کبیر ہمارے درمیان جلوہ فرما ہیں۔ اس وقت پورے عالم میں آپ کے علمی جلال کا چرچہ ہے۔ اللہ آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور آپ کا سایہ اہل سنت والجماعت پر تا دیر قائم و دائم رکھے۔

حضرت علامہ مفتی ثناء المصطفیٰ علیہ الرحمہ؛ ۱۳۵۷ھ میں کاشانۂ امجدی کریم الدین پور گھوسی میں پیدا ہوئے۔ دس سال کی مختصر عمر میں والد ماجد کا انتقال ہوا،

آپ کا گھرانہ علمی تھا تو آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ عربی فارسی اپنے بڑے ماموں علامہ غلام آسی علیہ الرحمہ اور چھوٹے ماموں رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ سے ناگپور میں پڑھی۔ اور درس نظامی جامعہ اشرفیہ میں مکمل کیا، ۱۹۶٤ء میں فراغت ہوئی۔ ۱۹٦۵ء میں تدریس کا آغاز فرمایا اور مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں، جب حضور محدث کبیر نے دار العلوم ضیاء الاسلام ہوڑا کلکتہ چھوڑ کر جامعہ اشرفیہ تشریف لائے تو آپ ان کی جگہ صدر المدرسین ہوئے اور مسلسل ۲۵ سال یہاں رہ کر فتویٰ دیتے رہے۔ آپ کا وصال ۱٤۱۹ھ، ۱۹۹۹ء میں ہوا۔

حضرت علامہ مفتی بہاء المصطفیٰ قادری دام ظلہ: ۱۳٦۰ھ میں کاشانۂ امجدی محلہ کریم الدین پور میں پیدا ہوئے۔ حضور صدرالشریعہ نے بسم اللہ خوانی کرائی پھر قاعدہ، اردو وغیرہ والدہ ماجدہ سے پڑھا، درس نظامی کا آغاز جامعہ شمس العلوم میں کیا اور پھر جامعہ اشرفیہ حاضر ہوکر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں درس نظامی پورا کیا اور ۱۳۸٤ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ تدریس کا آغاز جامعہ اشرفیہ میں ہی کیا۔ ۱۹٦۸ء میں دار العلوم مظہر اسلام بریلی سے آپ کو دعوت تدریس دی گئی وہاں حاضر ہوکر ٤ سال تک درس دیتے رہے۔ پھر علامہ ریحان رضا خاں کی دعوت پر دار العلوم منظر اسلام منتقل ہوگئے اور کئی سالوں تک تعلیم دیتے رہے، فی الحال جامعۃ الرضا بریلی شریف میں منصب شیخ الحدیث پر فائز ہیں۔ کتابوں کو طبع کرانا اور انہیں پھیلانا تاکہ لوگ تعلیم اسلام سے روشناس ہو سکیں یہ بھی اسلام کی ایک عظیم خدمت ہے، اسی مقصد سے آپ نے بریلی شریف میں قادری کتاب گھر قائم فرمایا اور علما و مشائخ کی بہت سی کتابیں طبع کرائیں۔ اللہ رب العزت آپ کی خدمات کو

قبول فرمائے اور آپ کو عمر خضر عطا کرے۔

حضرت علامہ فداء المصطفیٰ قادری دام ظلہ: ۱۹۴۳ء میں ریاست دادوں علی گڑھ میں پیدا ہوئے آپ چار سال کچھ ایام کے تھے کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا، والدہ اور اپنے برادران کی نگاہ التفات میں پلے بڑھے۔ ابتدائی تعلیم اپنی والدہ ماجدہ سے حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم جامعہ اشرفیہ، جامعہ شمس العلوم، جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس میں حاصل کی۔ عالمیت کی تکمیل کے بعد عصری تعلیم کی تحصیل کا آغاز کیا اور پھر زمانہ تدریس میں ۱۹۷۸ء میں منظر اسلام بریلی شریف دستار و سند فضیلت سے نوازے گئے۔

آپ تدریسی خدمات کا آغاز ہاشمیہ ہائی اسکول ممبئی سے ہوتا ہے، ۱۹۷۲ء میں آپ وہاں ٹیچر مقرر ہوئے، چھ سال تک عربی، انگریزی اور جغرافیہ کا درس دیا پھر دینی تدریس کا آغاز جامعہ شمس العلوم سے کیا اور وہاں حدیث و فقہ، منطق، فلسفہ کا سالوں درس دیتے رہے۔

آپ ایک ساحر البیان خطیب ہیں علما و عوام آپ کی تقریر پسند کرتے ہیں، ساتھ ہی ساتھ آپ صاحب قلم بھی ہیں، مندرجہ ذیل آپ کی تصنیفات اور تالیفات ہیں:

تفہیمات شرح مرقات — تفہیم الکبر شرح کبر — ولولہ انگیز تقریریں

مصباح التنویر شرح نحومیر — تنویر الآثار مجموعہ احادیث

حضرت مولانا فداء المصطفیٰ قادری اطال اللہ عمرہ حضور صدر الشریعہ کے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں۔ صدر الشریعہ نے آپ کے متعلق فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا ولی بنے گا۔

اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا گو ہوں کہ اللہ آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور آپ کے خدمات کو قبول فرما کر اس کا اجر جزیل عطا کرے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

حضور صدرالشریعہ خانوادہ اعلیٰ حضرت کی نظر میں

عمران احمد امجدی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

حامدا ومصلیا ومسلما

یہ دنیا فانی ہے جو آیا ہے اس کو فنا ہونا ہے مگر کچھ شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جو اپنے کارنامے کی وجہ سے زندہ و جاوید ہوتی ہیں۔ ایسوں کو فراموش کرنا اور ان کی دینی خدمات کو بھلا دینا ناممکن ہے، انھیں شخصیتوں میں ایک شخصیت خلیفہ اعلیٰ حضرت، حضور صدرالشریعہ ،بدر الطریقہ، علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمتہ و الرضوان کی ہے جن کے کارنامے رہتی دنیا تک مشغل راہ نظر ہے ۔ جب ہم آپ کے حالات زندگی پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں آپ کا اہم کام اللہ رب العزت کی خوشنودی اور امت کی فلاح و صلاح کے لئے ملتا ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت کے بعد آپ اہل سنت والجماعت کے علماء میں سورج کی طرح روشن اور تابندہ ہیں ۔

حضور صدرالشریعہ نے ایک عالم کو اپنے علم و عمل کی نورانیت سے منور کیا ہزاروں تشنگان علوم نبویہ کی علمی پیاس کو بجھا۔ مسلمان عالم پر عموماً اور مفتیان ذوی الاحتشام پر خصوصاً فقہ حنفی کا انسائیکلو پیڈیا بہار شریعت کی شکل میں لکھ کر احسان عظیم فرمایا۔ حضور صدرالشریعہ کی علمی صلاحیت اور فنی لیاقت کا ایک جہاں معترف ہے، جس کی شہادت اور گواہی آپ کے شیوخ و اساتذہ اور معاصرین و وتلامذہ نے بڑے پیارے انداز میں بارہا دی ہے۔ ان پاکباز ہستیوں میں تنہا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی اور آپ کے صاحبزادگان کے تاثر ہی حضور صدرالشریعہ کی ذات کے عدیم المثال اور عظیم الشان ہونے کے لیے کافی ہیں۔

حضور صدر الشریعہ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں

امام احمد رضا نے اپنے اس جلیل القدر خلیفہ صدر الشریعہ کے لیے اس طرح فرمایا ہے

"میرا امجد مجد کا پکا
اس سے بہت کچھ پاتے یہ ہیں"

اس شعر میں صدر الشریعہ کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا اپنائیت اور محبت کا اظہار بھی ہے اور ان کی خوبیوں کا بیان بھی، ان خوبیوں میں علم و فضل، مناظرانہ، اور قائدانہ صلاحیت، اخلاق و کردار، استقامت، جرأت و ہمت، اور حق گوئی اور بے باکی سب شامل ہیں اور بلا شبہ حضور صدر الشریعہ سچّے نائب رسول اور مظہر اعلیٰ حضرت تھے۔ (صدر الشریعہ نمبر)

امام احمد رضا نے صدر الشریعہ کو جہاں اپنی اولاد کی طرح چاہا ہے وہاں ایک مصاحب اور مخلص دوست کی طرح ان پر اعتماد بھی کیا ہے انہیں عزت واحترام بھی دیا ہے۔ امام احمد رضا کے وصال کے بعد ان کے مشن اور مسلک کو فروغ دینے کے لیے صدر الشریعہ نے اپنا فرض پورا کر دکھایا ہے۔

صدر الشریعہ کا لقب

حضور صدر الشریعہ کو اللہ تعالی نے جملہ علوم وفنون میں مہارت تامہ اور براعت کاملہ عطا فرمائی تھی، لیکن آپ کو تفسیر، حدیث، اور فقہ سے خصوصی لگاو تھا، فقہی جزئیات ہمیشہ نوک زبان پر رہتے تھے، اسی بنا پر سرکار اعلیٰ حضرت نے

آپ کو صدر الشریعہ کا لقب عطا فرمایا تھا۔

قاضی القضاۃ کا منصب

سرکار اعلیٰ حضرت نے حالات اور ضرورت دینی کے پیش نظر پورے برصغیر کے لیے شرعی والقضا قائم فرمایا تھا، اور اس کے لیے تمام مشاہیر ہند میں سے صدر الشریعہ کو احکام شرعیہ کے نفاذ اور فیصلے کے لیے قاضی شرع مقرر فرمایا۔

خلافت واجازت از اعلیٰ حضرت

۱۸/ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ کو بموقع عرس سراپا اقدس حضرت سیدنا آل رسول مارہروی قدس سرہ العزیز ورضی اللہ تعالی عنہ بغیر کسی تحریر طلب کے اعلیٰ حضرت نے صدر الشریعہ کو جملہ سلاسل قادریہ قدیمہ وجدیدہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ کی اجازت تامہ وعامہ عطا فرمائی اور اپنا خلیفہ مطلق کیا اور اپنا عمامہ سر اقدس سے اتار کر حضرت صدر الشریعہ کے سر پر باندھا اور اپنی زبان پاک سے یہ الفاظ ادا فرمائے کہ "جملہ وظائف واذکار واعمال اور اپنی تمام مرویات حدیث، وفقہ وجملہ علوم کی اور اپنی تمام تصانیف کی بلا استثناء میں اجازت تامہ وعامہ دیتا ہوں۔ تلامذہ اور خلفاء کا ذکر کرتے ہوئے نہایت محبت بھرے انداز میں آپ کا ذکر یوں فرمایا۔

میرا امجد مجد کا پکا

اس سے بہت کچھ ساتے یہ ہیں

صدر الشریعہ حجۃ الاسلام ومفتی اعظم ہند کی نظر میں

اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد صدر الشریعہ اجمیر شریف چلے گئے، ایک عرصے

بعد دار العلوم معینیہ عثمانیہ میں صدر الشریعہ کے حالات ناسازگار ہو گئے تو حجتہ الاسلام اجمیر شریف پہنچے اور انتظامیہ سے کہا کی میں صدر الشریعہ کو لینے آیا ہوں اور لے کر بریلی شریف آ گئے۔

صدر الشریعہ جب کبھی بریلی شریف آتے تو حضور حجتہ الاسلام اور حضور مفتی اعظم ہند دونوں شہزادگان ان کو لینے بریلی ریلوے اسٹیشن جاتے اور بگھی پر بیٹھا کر صدر الشریعہ کو اس شان سے لاتے کی ایک طرف حجتہ الاسلام اور دوسری طرف مفتی اعظم ہند بیٹھتے، اور درمیان میں صدر الشریعہ بیٹھتے۔ حضور مفتی اعظم ہند نے حضور حجتہ الاسلام کے وصال کے بعد صدر الشریعہ کو اعلیٰ حضرت کا جانشین بنایا اور جب پہلے حج کے لیے حضور مفتی اعظم ہند روانہ ہونے لگے تو لکھ کر گئے کی صدر الشریعہ کو میں اپنی جگہ دے کر جا رہا ہوں عرس اعلیٰ حضرت یہ کریں گے۔

صدر الشریعہ مفسر اعظم ہند کی نظر میں

صدر الشریعہ مفسر اعظم ہند عرف جیلانی میاں کے استاذ خاص اور مربی تھے۔ اسی تلمذ کے سبب مفسر اعظم ہند حضور صدر الشریعہ کا بہت احترام کرتے تھے، صدر الشریعہ کا طریقہ تھا کی جب بھی بریلی شریف آتے تو پہلے مسجد میں آ کر وضو کرتے پھر اعلیٰ حضرت کی مزار پہ فاتحہ پڑھتے، پھر جہاں جانا ہوتا جاتے۔ چنانچہ صدر الشریعہ مسجد میں وضو کر کے کھڑے ہوئے تھے کہ جیلانی میاں کو ان کی آمد کا پتہ چلا، بولے: مجھے پتہ نہ تھا ورنہ میں بھی اسٹیشن لینے جاتا۔ جیلانی میاں گھر سے نکل کر مسجد پہنچے، سلام کیا اور صدر الشریعہ کی قدم بوسی کی، صدر الشریعہ نے

پوچھا کون؟ آپ نے کہا حضور! میں جیلانی ہوں، بس پھر بہت چمٹایا۔

تاج الشریعہ اور صدر الشریعہ

تاج الشریعہ صدر الشریعہ سے نیاز مندانہ عقیدت رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی موقع ملتا عرس امجدی میں شرکت کرتے۔ صدر الشریعہ سے عقیدت ہی کے سبب دیکھا گیا کہ حضور مفتی اعظم ہند کے بعد خانوادہ اعلیٰ حضرت میں سب سے زیادہ تاج الشریعہ قادری منزل (گھوسی) آتے تھے، اور عرس امجدی میں شرکت کی کوشش کرتے تھے اور جب بھی آتے تو عرس کے اجلاس میں تقریر یا دعا کرتے۔ (تذکرہ تاج الشریعہ)

رب قدیر نے خانوادہ صدر الشریعہ کو یہ ایسی دولت عطا فرمائی کی جو اعتماد اعلیٰ حضرت اور صدر الشریعہ کے درمیان، اس کے بعد وہی اعتماد مفتی اعظم ہند اور صدر الشریعہ کے درمیان، پھر اس کے بعد وہی اعتماد تاج الشریعہ اور محدث کبیر کے درمیان، اور آج الحمدللہ آپ لوگ دیکھ رہیں ہیں کی وہی اعتماد قائد اہلسنت قاضی القضات فی الھند علامہ عسجد رضا اور حضور محدث کبیر کے درمیان دیکھا جا رہا ہے۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کی ان بزرگوں کے فیضان سے ہم سب کو مالا مال فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین۔

وفات

۱۳٦۸ھ میں حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ دوسری مرتبہ حج کی نیت سے حرمین شریفین کے لیے روانہ ہوئے، اپنے وطن قصبہ گھوسی سے ممبئی

تشریف لائے، لیکن یہاں پہنچ کر آپ کو نمونیہ ہو گیا اور سفینے میں سوار ہونے سے پہلے ہی بتاریخ /۲ ذی القعدہ ۱۳۶۸ھ بمطابق ۴ ستمبر ۱۹۴۸ء رات ۱۲ بج کر ۲۶ منٹ پر آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔
اناللہ وانا الیہ رجعون۔

آپ کی مزار پر انوار آپ کے آبائی وطن قصبہ گھوسی ضلع مئو میں واقع ہے۔

مدینے کا مسافر ہند سے پہنچا مدینے میں
قدم رکھنے کی بھی نوبت نہ آئی تھی سفینے میں

ماخوذاز۔

◄صدرالشریعہ کی حیات وخدمات،
◄تذکرہ صدرالشریعہ،
◄سیرت صدرالشریعہ
◄تذکرہ تاج الشریعہ۔

حضور صدر الشریعہ کا فقہی مقام

محمد تفسیر رضا امجدی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے ، آپ کی علمی و ادبی و دینی خدمات پورے آب و تاب کے ساتھ چرخِ اسلام پر عیاں ہیں۔ آپ جیسا فقیہ دور حاضر میں ملنا بہت مشکل ہے، اگر چراغ لے کر بھی ڈھونڈا جائے تو ڈھونڈنے والا عاجز ہو جائے جبھی تو آپ کو فقیہ اعظم ہند کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں محسوس ہوتی ، آپ کا فقہی کارنامہ دیکھ کر عقلِ انسان آج بھی حیران ہے۔ موجودہ زمانے میں سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے بعد جو مسندِ افتاء پر فائز ہونے کا سب سے زیادہ حقدار ہے وہ آپ ہی کی ذاتِ مبارکہ ہے ۔

جبکہ ہمارا موضوع سیدنا صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کا فقہی مقام ہے تو سب سے پہلے یہ سمجھیں فقہ کہتے کسے ہیں ۔۔

فقہ کا لغوی معنی :۔ فقہ کے لغوی معنی اس سمجھ بوجھ کے ہیں جس سے آدمی کسی امر کی حقیقت اور نتیجے تک پہونچ جائے ۔

امام غزالی نے فقہ کے لغوی معنی ، مفہوم و تدبر اور دینی بصیرت کے بیان کئے ہیں ۔

فقہ کا اصطلاحی معنی :۔ ارباب اصطلاح اور فقہائے کرام سے فقہ کی متعدد تعریفیں منقول ہیں۔ خاتم الفقہاء علامہ ابن عابدین الشامی اور عام فقہاء نے فقہ کی تعریف یہ کی ہے۔

العلم بالاحکام الشریعۃ العملیۃ عنہ ادلتھا التفصیلیہ

شریعت کے عملی احکام کو ان کے ماخذا ور تفصیلی دلائل کے ذریعہ جاننے کا نام فقہ ہے ۔

اس تعریف کے پیش نظر فقہ انسان کی اس علمی فہم و فراست اور بصیرت و مہارت کا نام ہے ، جن کے ذریعہ وہ شریعت کے احکام کواس کے تفصیلی ماخذ و دلائل کیساتھ جانتا ہے اور جس میں بصیرت ومہارت کا یہ جوہر آبدار ہوتا ہے اسے فقیہ بولتے ہیں ۔

فقیہوں کے متعلق ارشاد نبوت ہے کہ

مین یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین

یعنی اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے ۔

بہر کیف جب ہم حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات با برکات کو دیکھتے ہیں تو آپ کی فقہی صورت مہ و انجم کی طرح روشن لگتی ہے ۔حضرت صدر شریعت ، بدر طریقت ، مصنفِ بہار شریعت حضرت مولانا حکیم امجد علی اعظمی گلشنِ فقہ کے سدا بہار فقیہ اعظم ہیں۔

حضرت صدر الشریعہ ہم جہت شخصیت کے مالک تھے،آپ زہد و ورع ، تقوی و طہارت ، مجدو شرف ، خلوص و للہیت، خوفِ آخرت ، علم و معرفت، بے پناہ فکری بصیرت جیسے ان تمام اوصافِ کاملہ و اخلاق فاضلہ کے جامع تھے ۔ جو کسی ایک فقیہ کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔

ایک مجلس میں حضرت فاضل بریلوی نے صدر الشریعہ کو ہندوستان کا چیف جسٹس اور قاضی القضاۃ بنایا تھا، فقیہ و فتاویٰ میں بے پناہ ممارست دیکھتے ہوئے خاتم الفقہاء ، امام اہل سنت حضرت فاضل بریلوی ہی نے آپ کو صدر الشریعہ

کا لقب دیا اور اپنے وقت کا سب سے بڑا فقیہ قرار دیا۔
چنانچہ اعلیٰ حضرت خود ارشاد فرماتے ہیں ۔۔

”آپ موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی میں زیادہ پایئے گا، اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ استفتاء سنایا کرتے ہیں اور جو میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں ، طبیعت اخاذ ہے ، طرز سے واقفیت ہو چلی ہے ۔“

میرا امجد مجد کا پکا
اس سے بہت کچھ پاتے یہ ہیں (اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ)

سبحان اللہ ۔۔۔جس کا قصیدہ خود دور حاضر کا مجدد پڑھے اس کی شان و شوکت کا کیا کہنا جبھی تو خود فقیرِ قادری نے کہا کہ

واہ کیا شان ہے اے صدرِ شریعت تیری
اعلیٰ حضرت کی زباں پر بھی ہے مدحت تیری (تفسیر رضا امجدی)

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے علمی و فقہی کارنامے بے شمار ہیں جس کو بیان کرنے کے لئے صرف قرطاس و قلم کا سہارا ہی کافی نہیں ہے ۔ آپ کثیر التصانیف نہیں تھے لیکن آپ کی جو بھی تصنیفات و تالیفات وجود میں آئیں ، وقیع اور مقبول ہوئیں ۔

ان میں فتاویٰ امجدیہ اور بہار شریعت کو خاص اہمیت حاصل ہے ۔لیکن جس کتاب کو آفاقی شہرت و مقبولیت عام حاصل ہوئی وہ بہارِ شریعت ہے ۔

بہارشریعت:۔ فقہ حنفی کے ذخائر میں امہات و فروع ، متون وشروح اور فتاوی کی شکل میں بہت سی کتابیں موجود ہیں لیکن بہارشریعت فقہ حنفی کے باب میں ایک اہم اورعظیم الشان اضافہ ہے یہ کتاب اپنی نوعیت میں

منفرد ہے جو گوناگوں اوصاف کی جامع ہے ۔ جسے دیکھ کر اہل علم کا تاثر یہ ہے کہ دنیا کی کسی زبان میں فقہ حنفی کی کوئی کتاب ایسی نہ ہو گی جو ان اوصاف کی بیک وقت جامع ہو ۔ یہ کتاب فقہ حنفی کا دائرۃ المعارف (فقہی انسائیکلوپیڈیا) ہے یہ کتاب فقہی مسائل میں سترہ جلدوں پر مشتمل ہے اس میں حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کے زندگی سے لیکر موت تک اور عقائد سے لیکر معاملات تک کے ضروری اور مفتیٰ بہ ، صحیح وراجح مسائل کو بزبان اردو بہت ہی سلیس اور سہل انداز میں بیان کیا ہے ۔

شریعت مکمل نظام حیات ہے تو بہار شریعت اس کی ترجمان ہے اس کتاب میں زندگی کے ہر شعبہ کی رہنمائی کی گئی ہے ۔

تجھ سے ہی ہم کو ملی ہے یہ شریعت کی بہار
اس لئے اہلِ وفا کرتے ہیں عزت تیری (تفسیر رضا امجدی)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے ان ساری کتابوں کو اپنی آنکھوں میں سمو کر بہارِ شریعت کی تصنیف کی جن کا فقہ حنفی پر مدار ہے ۔

حضرت صدر الشریعہ کے تفقہ پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو بھی قدر اعتماد تھا کہ ایک موقع سے فرمایا کہ

”ابھی سفر حج کی تیاری کی وجہ سے جواب مستحضر نہیں ہے اور کتاب دیکھنے کی فرصت بھی نہیں ہے ۔یہ مسئلے صدر الشریعہ کے سامنے پیش کرو“

گرچہ صدر الشریعہ اس وقت یا اس زمانے میں شدت کے بخار میں مبتلا تھے، تاہم صدر الشریعہ بستر پر لیٹے لیٹے آن کی آن میں سارے سوالات کے کے جوابات عطا فرما دیئے۔

یہ تھی صدرالشریعہ کی شان فقاہت ، اور فقہی مقام ۔حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کی فقہی بصیرت اور بصارت بھی کچھ کم نہیں تھی، تاہم اس لئے کہ حضور صدرالشریعہ رضی اللہ عنہ کے فقہی مقام کو لوگ اچھی طرح پہچان لیں ۔

سائل کو حکم دیا کہ صدرالشریعہ کے حضور اپنے مسائل پیش کرو ۔

المختصر بزمِ فقاہت میں آج بھی آپ کا ڈنکا بج رہا ہے ،اصاغر و اکابر تمام علمائے کرام آپ کے گیت گا رہے ہیں ، یقینا آپ کا فقہی مقام عقل سے ما ورا ہے، تحریر میں اسے بیان کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔

سلامی جا بجا ارض و سما دیں
مہ و خورشید پیشانی جھکا دیں

تِرے خدّام اے صدرِ شریعت
جدھر جائیں فرشتے پر بچھا دیں

(ماخوذ من حضور صدرالشریعہ حیات و خدمات)

صدرالشریعہ کی تصنیفی خدمات

عمران احمد امجدی
طیبۃ العلما جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

غور و فکر کی جائے تو انسانی زندگی چند پل کے سوا کچھ بھی نہیں۔ بعد ازاں مادی وجود خاک میں مل جانا ہے۔ پیچھے رہ جاتی ہے تو صرف گزاری ہوئی زندگی یعنی طرز حیات اور طرز عمل۔ اگر آپ نے اچھے اخلاق اور اعلیٰ معیار کے ساتھ ایک بہترین طرزِ حیات و طرز عمل پر مبنی زندگی گزار لی تو یقین کیجیے اس دنیا سے جاکر بھی زندہ و جاوید رہیں گے۔ دنیا میں بہت کم شخصیات ایسی ہوتی ہیں جو کامل طرز حیات و طرز عمل رکھتی ہیں۔ جن کا رہن سہن ، ملنا جلنا، اٹھنا بیٹھنا، بات چیت، لب ولہجہ اخلاق و تمیز ۔ الغرض شخصیت کا ہر زاویہ کامل اور بے مثال ہوتا ہے۔

حضرت صدر الشریعہ، بدر الطریقہ، محسن اہل سنت، خلیفہ اعلیٰ حضرت ، مصنف بہار شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان بھی ایسی ہی چنیدہ شخصیات میں سے ایک تھے۔ آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، آپ جس علاقہ میں پیدا ہوئے یہ علاقہ زمانہ قدیم سے ہی مختلف علوم و فنون کا گہوارہ رہا ہے ، یہاں کے اہل علم حضرات نے الگ الگ دور میں الگ الگ علوم و فنون کو پروان چڑھایا اور فقہ حکمت و فلسفہ ، فنونِ لطیفہ ، تاریخ و سیاست، اور طب وریاضیات میں ایسے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے ، جو آج بھی لوگوں کے لیے مشعلِ راہ بنے ہوئے ہیں۔ یوں تو حضرت صدر الشریعہ کی بے شمار دینی خدمات ہیں

حضرت صدر الشریعہ کی تصنیفی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو

(۱) بہار شریعت سترہ جلدیں
(۲) فتاویٰ امجدیہ چار جلدیں
(۳) حاشیہ طحاوی شریف عربی
(۴) قامع الواہیات من جامع الجزئیات عربی
(۵) التحقیق الکامل فی حکم قنوت النوازل
(۶) اتمامہ حجت تامہ
(۷) اسلامی قاعدہ جیسی مستند و معتبر کتابیں شامل ہیں۔

حضرت صدرالشریعہ، بدر الطریقہ مفتی، محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان کا ایک مثالی کارنامہ ان شہرہ آفاق تصنیف "بہار شریعت" ہے۔ جس کو بڑی سادہ زبان میں حسن ترتیب کے ساتھ ٹھوس حوالوں سے مزین کر کے امت کے سپرد کر دیا گیا۔

جو اپنی جامعیت کے لحاظ سے اس قدر مکمل ہے کہ بساط حیات پر پھیلے ہوئے تقریباً جملہ امور کا حل کہیں تفصیلی اور کہیں اجمالی تلاش کر لیجیے سترہ جلدوں پر پھیلے ہوے ۱۹۹۳ مسائل جو پچاسوں فقہی کتب، پچاس کتب احادیث اور ۲۹۵ آیات قرآنیہ نیز چودہ کتب عقائد درد پر محیط و مشتمل ہیں۔

فتاوی امجدیہ:۔ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں آپ علیہ الرحمہ کے ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے جن فتاویٰ کو آپ نے ۷ربیع الاول ۱۳۴۰ھ سے لے کر ۸شوال ۱۳۶۷ھ تک لکھا۔ آپ کے یہ فتاوے دلائل و ترجیحات و فقہی قواعد واصول، آیات قرآنیہ، احادیث کریمہ پر مشتمل ہیں۔ جب کہ زبانی طور پر بھی آپ نے بے شمار فتاوی دیئے ان کا کوئی ریکارڈ محفوظ نہیں رکھا گیا۔ اور بذریعہ خط بھی آپ سے جو استفتے کیے گئے

ان کے جوابات بھی محفوظ نہیں۔ اسی طرح امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے زمانہ میں آپ نے منصب افتاء پر رہ کر جو تحریری فتاویٰ دیئے جن میں بہت سے فتاوی پر اعلیٰ حضرت کے تائیدی دستخط تھے ، وہ بھی محفوظ نہ رہے۔ یہ بات واضح رہے کہ فتاویٰ امجدیہ کو حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے تمام فتاویٰ کا مجموعہ نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن جو ہے وہ بھی ایک عظیم فقہی سرمایہ ہے۔ محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفے صاحب مد ظلہ العالی فتاوی امجدیہ کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں:" زیادہ تر حضرت صدر الشریعہ کی فرصت کے اوقات سوال و جواب اور دینی تربیت ہی میں صرف ہوتے۔ روزانہ زبانی طور پر پچاسوں مسائل آپ سے عوام و خواص معلوم کرتے تھے۔ لیکن کسی نے ان کو قلمبند کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی ورنہ ہمارے پاس دینی معلومات کا ایک شاندار ذخیرہ ہوتا ۔

صدرالشریعہ اور حاشیہ تحاوی شریف

صدرالشریعہ بدر الطریقہ علامہ شاہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان کے دور اخیر کے وہ تلامذہ جنھوں نے اپنے شیخ العلم والعمل سے پیہم اصرار اور مسلسل التجا کے بعد اس عظیم الشان کتاب کے تحشیہ پر رضامند کر لیا۔ حضرت صدر الشریعہ کے ایک مایہ ناز شاگرد مفسر قرآن حضرت علامہ مفتی مبین الدین امرہوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مضمون میں ارشاد فرماتے ہیں ، ہم چار(مولوی سید مگیسوی علی گڑھی ، مولوی محمد خلیل احمد خاں صاحب مارہروی - قاری حافظ محبوب رضا خان بریلوی، حافظ غلام ربانی) کا قیام مدرسہ میں یکجا تھا اکثر اوقات حضرت کی جامعیت و کمالات کا ذکر ہوتا رہتا ہوتا ایک دن اثنا ہے گفتگو میں یہ بات نکلی کہ کلام پاک کا ترجمہ کنزالایمان لوگوں نے اصرار

کر کے اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے لکھوایا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ املا کراتے اور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ لکھتے جاتے اس طرح یہ دولت امت کو ملی ۔ چنانچہ صدرالشریعہ کے حیات کے اخیر دورے میں مذکورین تلامذہ کی مدد سے شروع ہوا، اور پایہ تکمیل کو پہنچا ۔اس حاشیہ کے مطالعہ کے بعد اگر صدرالشریعہ کو وقت کا حافظ، ابن حجر عسقلان یا علامہ عینی کہا جائے تو کچھ بھی بیجا نہ ہوگا اس حاشیہ میں وہ تمام محاسن بدرجہ اتم موجود ہیں جو ایک شرح کے لئے قابل لحاظ ہیں ۔

حضور صدر الشریعہ شعرائے گھوسی کی نظر میں

محمد مصطفی رضا امجدی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ کی نمایاں شخصیت اور بے پایاں خدمات کی نقاشی قلمکاروں نے بھی کی ہے اور شاعروں نے بھی اپنے گوہر سخن سے ان کی مدح و ستائش کی ہے۔

خصوصاً شعراء گھوسی اس امر حسین میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ گھوسی کے مشہور و معروف شعرائے کرام میں مضطر اعظمی، ڈاکٹر شکیل اعظمی، اقبال اعظمی، نثار کریمی، حافظ خالد حسن وغیرہم کا نام آتا ہے،

ان حضرات نے بارگاہ صدر الشریعہ میں بشکل نظم خراج تحسین پیش کیا۔

مضطر اعظمی، حضور صدر الشریعہ کی شان میں یوں قصیدہ لکھتے ہیں:

قصیدہ لکھ رہا ہوں قاسم علم نبوت کا
فرشتے بوسہ لیتے ہیں میرے دست عقیدت کا
ثریا سے بھی آگے ہے ستارہ اس کی قسمت کا
جسے موقع ملا ہے زندگی میں تیری قربت کا
تری تصنیف کا ہر باب ہے جنت کا دروازہ
تری تحریر جس کی ہر سطر رستہ ہے جنت کا
دیا ہے آپ نے جو بانٹتا ہوں اہل دنیا میں
بشکل شاعری فیضان ہے صدر شریعت کا
مرے اشعار سن کر صاحب ایمان یہ کہتے ہیں
عطا کردہ ہے مضطر حضرت صدر شریعت کا

ڈاکٹر شکیل اعظمی، حضور صدر الشریعہ کی فقاہت پر رقمطراز ہیں

شریعت کا وہ ایسا کر گیا کار اہم جس سے
جہاں میں ہر طرف ہے تذکرہ صدر شریعت کا
مرتب کر گیا ایسی کتاب فقہ وہ جس سے
ہمیشہ مسئلہ ہوتا رہے گا حل شریعت کا
اس حاصل تھا علم ظاہری و باطنی دونوں
حقیقت میں وہ سنگم تھا شریعت کا طریقت کا

اقبال احمد اعظمی نے آپ کے فقہی مقام کو اس طرز سے بیان کیا:

کف پا مشعل راہ خدا صدر شریعت کا
چراغِ علم کا بحر سخا بدر طریقت کا
فتاوائے حکیم امجد علی سے درس ملتا ہے
اطاعت کا، صداقت کا، عدالت کا، ہدایت کا
فقیہ عصر تھا ایسا کہ پردہ چاک کر ڈالا
عداوت کا، بغاوت کا، کدورت کا، ضلالت کا

نثار کریمی، حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ کے سانحہ ارتحال پر حزن بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

بالآخر جاتے جاتے دے گیا اک مخزن حکمت
چھپا کے لے گیا ہے درد ملت کا جو سینے میں
تمھاری ضرب سے تھی کفر کی دنیا تہ و بالا
تمھارے نام سے تھا زلزلہ باطل کے سینے میں
خدا کے واسطے اب نا خدائی کے لئے اٹھیے
شکست وریخت کا عالم ہے ہے ملت کے سفینے میں

اور حافظ خالد حسن صاحب اسی کو یوں بیان کرتے ہیں:

محمد مصطفی کا عشق تھا امجد کے سینے میں
دل و جان خرد سب کچھ تھا مکے میں مدینے میں
سفینہ منتظر ہی تھا کہ اتنے میں صدا آئی
مدینے کا مسافر ہند سے پہونچا مدینے میں

ڈاکٹر ملیح اصغر صاحب قبلہ کے یہ اشعار حضرت صدرالشریعہ کی فقاہت کی ترجمانی کرتے ہیں:

ہیں فقیہ اعظم ہندوستاں امجد علی
سارے عالم میں ہوئے مشہور اس پہچان سے
جانشین بو حنیفہ ہیں جناب بو العلیٰ
فقہ میں حصہ ملا ہے حضرت نعمان سے

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نے فرمایا: آپ موجودین میں "تفقہ" جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی میں زیادہ پایئے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ استفتا سنا کرتے ہیں اور جو میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں، طبیعت اخّاذ ہے، طرز سے واقفیت ہوچلی ہے،''میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نے ہی حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان کو صدرالشریعہ کے خطاب سے نوازا۔

اسی منظر کی نقاشی کرتے ہوئے گھوسی کا ایک ابھرتا ہوا کم سن شاعر جو ابھی زیر تعلیم ہے اسی ادارہ (جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی) میں جس کو شہزادۂ حضور صدرالشریعہ حضور محدث کبیر نے اپنے خون جگر سے سینچا ہے۔ کہتا ہے کہ

واہ کیا شان ہے اے صدر شریعت تیری
اعلیٰ حضرت کی زباں پر بھی ہے مدحت تیری

تیری چوکھٹ پہ جھکائی ہے فقیھوں نے جبیں
ہے فقیھوں میں الگ رنگت و نکہت تیری

ان کی بے نظیر تصنیف "بہار شریعت"یقینا امت مسلمہ پر ایک بہت بڑا احسان ہے ، جبھی تو شاعر اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

تجھ سے ہی ہم کو ملی ہے یہ شریعت کی بہار
اس لیے اہل وفا کرتے ہیں عزت تیری

اور اسی کلام میں اس منظر کو بڑے بہترین انداز میں ڈالا ہے جب اعلیٰ حضرت حضور صدرالشریعہ کو اپنی طرف بلا کر ان کا داہنا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے کر قاضی کے منصب پر بٹھا کر فریا: ”میں آپ کو ہندوستان کے لیے قاضیٔ شہر مقرر کرتا ہوں ۔مسلمان کے درمیان اگر ایسے کوئی مسائل پیدا ہوں جن کا شرعی فیصلہ قاضیٔ شہر ہی کرسکتا ہے وہ قاضیٔ شہر کا اختیار آپ کے ذمہ ہے ۔“ کہتا ہے کہ

اعلیٰ حضرت نے تجھے اپنی خلافت بخشی
جس گھڑی دیکھی ہے شہا علمی لیاقت تیری

اور بلاشبہ حضور محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی مد ظلہ العالی حضور صدر الشریعہ کے سچے جانشین ہیں ، وہی فکر و بصیرت ، وہی زہد و ورع ، وہی تقوی وطہارت سب کچھ آپ کی ذات با برکات سے نمایاں ہوتے ہیں شاعر نے اسی مضمون کو اپنے شعر کے قالب نے ڈھالا کہ

جلوہ آتا ہے نظر "شاہ ضیاء"میں تیرا
اہلِ حق کہنے لگے جس کو کرامت تیری

اور شاعر مقطع میں حضور صدر الشریعہ سے محبت اپنے لیے باعث فخر

بتا رہا ہے ، یقیناً یہ بھی ایک نعمت ہے ، بزرگوں کی محبت اسی دل میں جگہ پاتی ہے جس کا دل نور ایمان سے مجلی رہتا ہے ۔ شاعر لکھتا ہے کہ

کیوں نہ تفسیرؔ کو بھی فخر ہو فضلِ رب سے
اِس کے بھی دل میں ہے موجود محبت تیری

ان کے علاوہ اور بھی شعراء کرام نے منقبت لکھی ہیں۔
ان حضرات(جن کا تذکرہ ہوا) کی بھی مزید منقبتیں ملتی ہیں۔

گھوسی کے شعراء کرام حضور صدر الشریعہ سے بہت عقیدت رکھتے ہیں۔ بعض شعراء کرام وفات پا چکے، اللہ رب العزت ان کی مغفرت فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ اور جو باحیات ہیں اللہ ان کی عمر میں برکت دے اور صدر الشریعہ کا فیضان ان پر جاری رکھے۔ آمین

حضور محدث کبیر بحیثیت مناظر

محمد آصف امجدی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

مناظرہ:۔

توجہ المتخاصمین فی النسبۃ بین الشیئین اظہارا للصواب

یعنی دو چیزوں کے مابین، نسبت کے سلسلے میں، دو تنازع کرنے والوں کا،اظہار صواب کے لیے، آمنے سامنے ہو جانا، مناظرہ کہلاتا ہے۔

(۱) مناظرہ "نظیر" سے ماخوذ ہے، اس معنی میں کہ دونوں "مناظرۃ و نظیر" کا ماخذ شئ واحد نظر ہے۔ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ متخاصمین کو ایک دوسرے کا ہم پلہ ہونا۔

(۲) مناظرہ "نظیر" بمعنی ابصار سے ماخوذ ہے، وجہ اشتقاق یہ ہے کہ دونوں متخاصم ایک دوسرے کو دیکھتے رہتے ہیں۔

(۳) مناظرہ "نظر" بمعنی التفات نفس سے ماخوذ ہے کیوں کہ نفس، معقولات کی جانب توجہ ہوکر اس میں غور و فکر کرتا رہتا ہے،اس سے اشارہ ملتا ہے کہ مناظر جو کچھ بولے غور و فکر کر کے بولے، بغیر غور و فکر کے کچھ نہ بولے۔

مناظرہ "نظر بمعنی انتظار" سے ماخوذ ہے اس سے اشارہ کیا گیا ہے کہ ایک خصم

دوسرے کا کلام مکمّل ہونے دے کلام کے درمیان نہ بولے۔

(مناظرہ رشیدیہ)

مناظرہ دنیائے علم وفن میں سب سے مشکل و دشوار کن امر ہے۔ اسی لیے مناظر کے لیے ضروری ہے کہ وہ لاجواب متکلم ہو۔ طلیق اللسان ہو۔ آداب کلام سے واقف ہو۔ جذبات سے مغلوب نہ ہو۔ صبر و تحمل، متانت و سنجید گی کا پیکر ہو۔ حریف کا نفسیاتی گھیراؤں کرنے کا طریقہ رکھتا ہو۔ وقت مناظرہ مناظر کو جلدی خاموش کرنے کی کوشش نہ کرے، کبھی کبھی کچھ کمزور باتیں زبان سے بے ساختہ نکل جاتی ہیں جو مد مقابل کے لیے کامیابی کا سامان بن جاتی ہے۔ وقت مناظرہ مناظر ٹھیک لگا کر امیروں کی طرف نہ بیٹھے بلکہ فقیروں کے انداز میں بیٹھے، کیونکہ اس طرح بیٹھے سے ذہن دماغ منتشر ہونے سے محفوظ رہتا ہے۔ اسی طرح وقت مناظرہ مناظر کو بہت زیادہ بھوکا پیاسا نہیں رہنا چاہیے اس لیے کہ اس سے غصے آتا جو کہ مناظرہ کے آداب کے خلاف ہے، اور بہت زیادہ آسودہ بھی نہیں ہونا چاہیے کہ اس سے سستی پیدا ہوتی ہے۔

(مخلصاً مناظرہ رشیدیہ)

یوں ہی شرائط مناظرہ نہایت ہی ہوشیاری و دانشمندی سے طے کرے۔ حریف کی کوئی ایسی شرط منظور نہ کرے جو آگے چل کے اپنے ہی ہاتھوں نقصان اٹھانے کی نوبت آجائے۔ جو درج بالا اوصاف کمال کا جامع و پیکر ہو وہی میدان مناظرہ کا شہسوار ہے وہی مناظرہ کا حق رکھتا ہے۔ استاذ المکرم ممتاز الفقہاء، رئیس المناظرین، حضور محدث کبیر مد ظلہ العالی والنورانی صرف ایک مناظر ہی نہیں ارباب مناظرہ کے قافلہ سالار بھی ہیں، زمانہ حال میں جو مناظرہ کی

صلاحیت رکھتے ہیں آپ ان لوگوں کے استاذ یا استاذ کا درجہ رکھتے ہیں، آپ اس دور میں شیخ المناظرین، رئیس المتکلمین، امام المدرسین، ممتاز الفقہاء، سلطان الاساتذہ جیسے القابات سے یاد کئے جاتے ہیں۔ اس دور میں اہل باطل پر آپ کے علم و فضل اور مناظرنہ کمال کا ایسا رعب چھایا ہوا ہے کہ کہیں اگر بمشکل وہابی، غیر مقلد و غیرہ مناظرہ کے لیے تیار ہو جاتے ہیں اور مناظرہ کی تاریخ قریب آنے پر جب انہیں کسی طرح خبر ملتی ہے کہ اہلسنت کی جانب سے مناظرہ کے لیے محدث کبیر، سلطان المناظرین علامہ ضیاء المصطفیٰ قبلہ قادری آرہے ہیں تو محدث کبیر مدظلہ العالی کا نام سنتے ہی ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور مناظرہ کو ٹالنے کی بے جا صورتیں تلاش کرنے لگتے ہیں اور کبھی کبھی تو بالکل صاف لفظ میں مناظرہ کرنے سے انکار ہی کر بیٹھتے ہیں۔ یہ شان ہے شیر رضا، صدر الشریعہ کے جانشین کی۔

ابھی زمانۂ قریب ہی میں کرناٹک میں ایک مناظرہ ہونا طے ہوا تھا، اور اس مناظرہ میں ارکان مناظرہ نے یہ بھی طے کیا تھا کہ جو پارٹی راہ فرار اختیار کرے گی اسے ایک لاکھ روپئے دینا ہوگا، بدمذہبوں کو جب یہ خبر ملی کہ مناظرہ کے لیے حضور محدث کبیر بنفس نفیس تشریف لا رہے ہیں تو ان لوگوں نے سنی پارٹی سے کہا کی مناظرہ کرنے مولانا ضیاء المصطفیٰ آرہے ہیں ہمارے علماء ان سے مناظرہ نہ کر سکیں گے لہٰذا ہم ایک لاکھ روپیہ دینے کے لیے تیار ہیں۔ اور مناظرہ منسوخ ہو گیا۔

حضور محدث کبیر اپنے عہد شباب ہی سے مناظرانہ صلاحیت رکھتے ہیں اسی

لیے جب بھی کہیں سے مناظرہ کا چیلنج سنتے ہیں فوراآ گے بڑھ کر چیلنج کو قبول فرماتے ہیں، ازہر ہند جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے اندر عہد تدریس میں جب بھی کہیں سے آپ کو مناظرہ کی دعوت ملی تو آپ وہاں وقت مقررہ سے پہلے پہونچ کر اہلسنت وجماعت کی نمائندگی فرمائی، تقریباً بانوے سال کی عمر مکمل کر چکے ہیں (اللہ تعالیٰ عمر خضر عطا فرمائے) نظر اٹھا کر دیکھا جائے تو اس عمر کے بزرگ اگر با حیات مل بھی جائیں تو اس عمر کے بزرگ اگر باحیات مل بھی جائیں تو چارپائی پر زندگی کی سانس شمار کرتے ہوئے ملیں گے۔ وہ اس پیرانہ سالی میں بھی ضروریات اور ترجیحات کو ذبح کر کے ہمہ وقت لوگوں کے سیمان عقیدے کی حفاظت کرتی ہے، امت کے بگڑتے احوال کی حفاظت کرتی ہے، امت کے بگڑتے احوال کی خاطر ذاتی شہرت کو قربان کر کے میدان کارزار میں تنے تنہا کھڑے ہو کر باطل طاقتوں کو للکارتی ہے۔

مناظرہ تقریری ہو یا تحریری ہو دونوں میں آپ کو کمال حاصل ہے، اور آپ دونوں طرح مناظرہ کر چکے ہیں، تحریری مناظرہ غیر مقلد مولوی صفی الرحمٰن سے بجرڈیہہ بنارس میں اور تقریری مناظرہ مولوی خلیل احمد بجنوری سے بدایوں میں۔

آپ نے اپنی زندگی میں یہ دو مناظرے (۱) مناظرہ بجرڈیہہ (۲) مناظرہ بدایو نہایت ہی کامیاب اور تاریخی کیا ہے، یہ دونوں مناظرے اس اعتبار سے بڑی اہمیت کے حامل ہیں کہ دونوں میں دونوں فریق کے مناظرہ اپنی اپنی جگہ بڑے

بحاث اور دقاق متبحر عالم تھے اور دونوں میں زبردست علمی بحثیں ہوئیں مناظرہ بجرڈیہہ کی اہمیت کا اعتراف ماہنامہ کنز الایمان کا شارح بخاری نمبر میں یوں کیا گیا ہے۔

"دور حاضر میں اہلسنت کا غیر مقلدین سے اتنا زبردست اور تاریخی مناظرہ میں دونوں فریق کے علماء میں جو اپنی اپنی جماعت کے بہترین دل دماغ وہاں موجود تھے اور اپنی اپنی ذہنی، علمی، فکری، فنی، صلاحیتوں کو بروئے کار لائے جس کا اندازہ دونوں طرف کی تحریروں کو پڑھ کر بآسانی ہوسکتا ہے" صفحہ نمبر(۱۴۵)

ان کے علاوہ کچھ اور مناظروں میں حضور محدث کبیر بحیثیت صدر شرکت فرما کر ان کو فتح و کامرانی کی ضمانت دی اور بعض مناظرے طے ہونے کے بعد بھی علماء اہل باطل یا تو آئے نہیں یا حضور محدث کبیر کی آمد کی خبر سن کر اسٹیج سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ مجموعی طور پر صدر اور مناظر کی حیثیت سے درذیل مناظروں میں شرکت فرمائی۔(۱) مناظرہ بجرڈیہہ بنارس یوپی (۲) مناظرہ بدایوں یوپی (۳) مناظرہ باندو چترو پلامو (۴) مناظرہ امداد، پورلیا، بنگال (۵) مناظرہ ملک پور کٹیہار بہار (٦) مناظرہ ہرن پور، مویشی ہارٹ پاکوڑ (۷) مناظرہ کٹک۔

اللہ کے فضل و کرم سے ہر ایک مناظرہ میں اہلسنت وجماعت کو فتح مبین حاصل ہوئی اور باطل کو شکست فاش ہوئی۔

مناظرہ بجرڈیہہ بنارس اس مناظرہ کا وجود اس طرح ہوا کہ بجرڈیہہ بنارس کے غیر مقلدوں نے ۱۹/۱۸ جون ۱۹۷۸ء کو اپنا ایک اجلاس کیا جس میں مدرسہ سلفیہ کے شیخ الحدیث مولوی شمس الحق، مولوی صفی الرحمٰن مبا کپور اور مولوی اسلم کانپوری نے اہلسنت و جماعت کے معمولات و افکار پر کھلے طور پر حملے کیئے اور بڑی دل آزار، تقریریں کیں ان کی غلیظ تقریروں سے بجرڈیہہ بنارس کا ماحول بالکل گرم ہو گیا، اہلسنت کے لوگوں نے ان کے جواب میں ۲۶/۲۵ جون ۱۹۷۸ء کو اپنا ایک جلسہ منعقد کیا جس میں شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ، استاذ العلماء علامہ صوفی نظام الدین بستوی علیہ الرحمہ، اور دیگر علماء کرام نے دلائل سے لبریز شاندار تقریر فرمائیں۔ غیر مقلدوں کے افکار و عقائد پر زبردست ایرادات کیئے ان کے نقاب کو ایسا فاش کیا کہ بجرڈیہہ بنارس کی گلیوں میں منہ دیکھانے کے قابل نہ رہے اور غیر مقلدوں نے جو اپنی تقریروں میں اعتراضات کیا تھا وصول اور دلائل کی روشنی میں سب کا جواب دیا۔

غیر مقلدوں نے تین ہی چار روز کے بعد ۲۹/جون ۱۹۷۸ء کو پھر ایک اجلاس کر ڈالا جس میں مغلظات تک بک ڈالے، بہتان طرازی کی دوران تقریر مولوی صفی الرحمٰن کہہ ڈالا کہ حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "نئ تقریری" میں معاذاللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کافر لکھا ہے اسی وقت جامعہ حمیدیہ رضویہ کے ایک طالب علم نے کہا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی نے یہ

باتیں کہاں لکھی ہیں حوالہ لاؤ جیسے ہی طالب علم نے حوالہ کا مطالبہ کیا تو بغلیں جھانکیں لگیں، ویسے تو ماحول پہلے ہی سے بگڑا ہوا تھا ایسی مسموم تقریر کے بعد اور زیادہ بگڑ گیا، علاقے کے دانشمند لوگوں کی ایک میٹنگ کی کہ اگر اس کو نہ روکا جائے تو حالات بہت بگڑ جائیں گے، میٹنگ میں ان لوگوں نے یہ طے کیا کہ دونوں فریق سے رابطہ کر کے اس سلسلے کو بند کیا جائے، ورنہ بہت زیادہ فساد کا اندیشہ ہے، بہتر یہ ہے کہ دونوں فریق اپنے علماء کی نمائندگی میں عوام کے سامنے اپنی اپنی حقانیت سنجیدہ انداز میں دلائل کی روشنی میں ثابت کریں۔اسی طے شدہ کے بعد مطابق ۷/ شعبان المعظم ۱۳۹۳ء فریقین کے علماء بجر ڈیہہ بنارس پہونچے، اہلسنت کی نمائندگی حضور شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ اور محدث کبیر دامت برکاتہ اور دیگر علماء کرام فرما فرمارہے تھے۔غیر مقلدوں کی طرف سے مدرسہ سلفیہ کے علماء اور دہلی کے غیر مقلدوں کی طرف سے مدرسہ سلفیہ کے علماء اور دہلی کے غیر مقلد امام تھے دہلی کے امام صاحب تو مناظرہ کا نام سنتے ہی راہ فرار اختیار کرلیا، عوام کے دباؤ پر مولوی شمس الحق، مولوی صفی الرحمٰن مباکپوری، مولوی اسلم کانپوری وغیرہم چند علماء غیر مقلد مناظرہ کے لیے تیار ہوگئے

"حضور محدث کبیر کا بحیثیت مناظر تقرر اہل سنت وجماعت کے تقریباً سبھی دل دماغ، ایک سے بڑھ کر ایک مثلاً۔ مجاہد ملت، حضرت علامہ محمد حبیب الرحمٰن قادری اڑیسوی، علامہ قاضی شمس الدین جونپوری، شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی، رئیس القلم علامہ ارشد القادری، بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی، محدث کبیر

علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، پاسبان ملت علامہ مشتاق احمد نظامی، قاضی شریعت علامہ محمد شفیع اعظمی، علامہ عبداللہ خان عزیزی گونڈوی، علامہ عاشق الرحمٰن حبیبی۔ان میں ہرایک علم و فضل، بحث و مناظرہ کا سلطان تھااور ہرایک مناظرہ کرنے کے جذبات سے سرشارتھا،اب یہ مسئلہ پیدا ہواکہ ان اکابر علماء کرام میں مناظر کون ہوگا؟مگرچونکہ حضور مجاہد ملت سب کے مربی و محسن و کرم فرماتھے وہ صدرالصدورتھےان کا فیصلہ سب کے لیے حرف آخر تھااسی بنیاد پرسب کی توجہ ان کی طرف ہوئی حضور مجاہد ملت فیصلہ کے انداز میں فرمایاکہ ”آج میں اپنے مذہب کی نمائندگی کے لئے ایک ایسے کم عمر مناظر کو منتخب کرتا ہوں جو جملہ علوم و فنون پر مہارت تامہ خصوصاً احادیث پر دستگاہ کامل رکھتاہے“یعنی ممتاز الفقہاء حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قبلہ قادری۔اس کے بعد اکابر نے تعرض کی تو حضور مجاہد ملت نے برجستہ فرمایا”میں جانتا ہوں کہ یہ (علامہ ضیاء المصطفیٰ) کیا ہیں ان شاء اللہ ان کے ذریعہ کامیاب ہوگا“اور وہی ہوا جو حضور مجاہد ملت نے فرمایا۔جب مجاہد ملت نے یہ فرمایاتو سبھی لوگ خاموش ہوگئے، محدث کبیر اہلسنت کی طرف سے مناظر منتخب ہوگئے۔

اور غیر مقلدوں کی طرف سے نمائندہ اور مناظر مولوی صفی الرحمٰن مقرر ہوئے۔ اللہ کے فضل و کرم سے حضور مجاہد ملت نے جیسافرمایا تھاوہی ہوا یعنی اہلسنت جماعت نے بجرڈیہہ بنارس کی دھرتی پر فتح مبین کا پرچم نصب کیااور غیر مقلدوں کی شکست فاش ہوئی۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ استاذالمکرم ممتازالفقہاء حضور محدث کبیر کو طول عمر عطا فرمائے اور حضرت کا سایہ اہلسنت وجماعت کے سروں پر تادیر قائم ودائم فرمائے۔

تاج الشریعہ کا سوانحی خاکہ

محمد ثاقب امجدی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

نگاہ مفتی اعظم کی ہے یہ جلوہ گری
چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

ہندوستان کی سر زمین ایک مستقل روشن علمی و فکری تاریخ رکھتی ہے یہاں ایسے ایسے بے شمار لوگوں نے جنم لیا ہے جنھوں نے اپنی علمی اور روحانی چھینٹوں سے پورے عالم کو سیراب کیا ہے اور خداداد صلاحیتوں کے ذریعہ حیرت انگیز کارنامے انجام دے کر ہر میدان میں اپنا لوہا منگوایا ہے انہیں نفوس قدسیہ میں سے عظیم المرتبت شخصیت کا نام سلطان الفقہاء، فخر المحدثین، سراج المفسرین، فقیہ اعظم، فاتح عرب و عجم، وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ، حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ کی ذات ہے.

ولادت

آپ کی ولادت کاشانہ رضا محلہ سوداگران بیریلی میں ۱۴ ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳/ نومبر ۱۹۴۲ء بروز منگل ہوئی_

تعلیم تربیت

والدہ ماجدہ نے روحانی اور جسمانی ظاہری اور باطنی ہر طرح سے تربیت فرمائی اور شاندار تربیت کا انتظام فرمایا۔

جب آپ کی عمر چار سال چار ماہ چار دن ہوئی تو حضور مفتی اعظم ہند نے بسم اللہ خوانی کرائی،

اور آپ نے والدہ ماجدہ کے پاس قرآن پاک کو ختم کیا، پھر کچھ دینی تعلیم کے حصول کے لے اسلامیہ انٹر کالج میں داخلہ لیا، جہاں انگریزی ہندی زبان نیز ریاضیات اور دوسرے علوم جدیدہ حاصل کیا، پھر دارالعلوم منظر اسلام میں داخلہ لیا اور جہاں درس نظامی کے ساتھ ساتھ ایک عربی استاذ عبد التواب مصری سے عربی زبان اور ادب حاصل کیا،

شیخ عبد التواب مصری نے آپ کی ذہانت سے متاثر ہو کر حضور مفتی اعظم ہند سے گزارش کی کہ صاحبزادے کو جامع ازہر بھیج دیں_

چنانچہ آپ ۱۹۶۳ء میں آپ نے دنیاے اسلام کی عظیم درسگاہ جامعۃ الازہر قاہرہ مصر کا سفر کیا اور وہاں رہ کر آپ نے خوب خوب کسبِ فضل و کمال کیا اور ایک جید و ممتاز عالم و محقق بن کر ۱۹۶۶ء میں ممتاز پوزیشن سے کامیابی حاصل کرنے کے بعد بریلی شریف واپس تشریف لائے۔

درس وتدریس

جب آپ جامعۃ الازہر مصر سے واپس تشریف لائے تو دارالعلوم منظر اسلام کی مسند تدریس کو زینت بخشی یہیں سے علمی قیادت وسادت کا آغاز ہوا، جس میں نانا جان حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی فیض رساں صحبتوں کا سب سے بڑا رول رہا، تقریباً دس سال سے زائد مسلسل جدوجہد، محنت اور لگن کے ساتھ درس وتدریس کے کام کو انجام دیا، یہاں تک کی ۱۹۷۸ء میں صدر المدرسین کے عہدپر فائز ہوئے، اور منظر اسلام کی تدریس برسوں تک

جاری رہی، لیکن بعد میں جب تبلیغی اور دعوتی اسفار شروع ہو گئے اور مصروفیات بہت بڑھ گئیں اور باضابطہ تدریس مشکل ہو گئی تو منظر اسلام سے سبک دوس ہو گئے، اور حسب فرصت قیام گاہ پر درس قرآن و حدیث کا سلسلہ شروع کیا، جس کا فائدہ یہ ہوا کہ منظر اسلام، مظہر السلام اور جامعۃ الرضا تینوں اداروں کے طلبہ کو استفادہ کا موقع ملا۔

افتانویسی

تاج الشریعہ فتویٰ نویسی کا کام چودہ سال کی عمر میں ہی شروع کر دیا تھا، اور اس سلسلے میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اور سید حسین مونگیری سے استفادہ کیا، بلکہ حضو مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے پاس استفتے کی بھرمار رہتی تھی، کئی کئی مفتیان کرام آپ کے پاس فتویٰ نویسی کے کام پر مامور رہا کرتے تھے، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے ازخود حضرت تاج الشریعہ سے فرمایا کہ اختر میاں اب گھر بیٹھنے کا وقت نہیں ہے یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم اس فتویٰ نویسی کے کام کو انجام دو_ میں دارالافتاء تمہارے سپرد کرتا ہوں، اور پھر موجودہ لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے فرمایا، اب آپ لوگ اختر میاں کی طرف رجوع کریں، اور انہیں کو میرا قائم مقام، اور جانسین جانیں، اور اسی دوران سے لوگوں کا رجحان آپ کی طرف ہو گیا اور آپ گونا گو کاموں میں ہنوز مصروف ہو گئے۔

چنانچہ حضور تاج الشریعہ نے ۱۹۶۶ء میں ہی استفتاء کا ایک شاندار جواب لکھا، جو مرکز اسلام مدینہ منورہ سے آیا ہوا تھا۔ طلاق، نکاح، اور میراث پر مشتمل تھا۔ جواب لکھنے کے بعد سب سے پہلے حضرت سید مفتی حسین مونگیری صاحب کو دکھایا، انہوں نے دیکھنے کے بعد تحسین کی اور فرمایا مولانا اپنے نانا جان کو دکھایئے حضور تاج الشریعہ نے اپنے نانا جان حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو دکھایا نانا جان نے دلائل براہین سے مزین اس فتویٰ کو دیکھ کر مسرت کا اظہار فرمایا، صدائے تحسین بلند کی اور حوصلہ افزائی فرمائی اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ دار الافتاء آپ کے حوالے کر دیا، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد جب فتویٰ نویسی کا سلسلہ کافی بڑھ گیا تو آپ نے ۱۹۸۱ء میں باقاعدہ مرکزی دار الافتاء قائم کیا۔

سفر حج

آپ نے پہلا حج ۱۹۸۳ء میں اور دوسرا حج ۱۹۸۵ء میں ارو تیسرا حج ۱۹۸۶ء میں کیا، جس میں سعودیہ حکومت نے آپ کو جیل میں رکھا جس کے بعد بین الاقوامی سطح پر احتجاج ہوا، جس کے نتیجے میں رہائی عمل میں آئی، اس کے بعد سعودی حکومت نے سابقہ نارواسلوب کی تلافی کے لیے آپ کو ایک ماہ کا خصوصی ویزہ دیا تاکہ آپ عمرہ اور زیارت کر سلیں۔

اجازت و خلافت

خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ ضیاءالدین احمد مدنی اور شیخ سید علوی مالکی رحمہ اللہ علیہما نے آپ کو "تاج الشریعہ "اور" مرجع العلماء "کا خطاب دیا، اور شرعی

کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے ایک اجلاس میں علماء کرام کی موجودگی میں آپ کو 'قاضی 'القضاۃ فی الہند" کے طور پر قبول کیا گیا، انیس سال کی عمر میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے ایک خصوصی محفل آپ کو تمام سلاسل کی اجازت و خلافت سے نوازا، ایک سال عرس قاسمی مارہرہ مطہرہ کے موقع پر حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ نے آپ کو سلسلہ قادریہ، برکاتیہ، نوریہ کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا، یونہی سید العلماء برہان ملت ریحان میاں علیہ الرحمہ نے بھی اپنی خلافت اجازت سے نوازا۔

وصیت اور رحلت

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ میں اکثر سفر میں رہتا ہوں میرا کہیں (بریلی سے باہر) انتقال ہو جائے تو مجھے بریلی نہ لے جایا جائے، بلکہ وہیں کسی ولی کے قریب دفن کیا جائے، اور میری تدفین میں تاخیر نہ کی جائے

اس دور میں ایسی وصیت اللہ کے ولی اور فقیہ سے ہی متصور ہوتی ہے جس میں شرعی حکم کی بجاآوری کی تلقین کی جارہی ہے۔

۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ بریلی شریف میں آفتاب غروب ہونے کا وقت ہوا، مؤذن نے مغرب کی اذان دی، جس کے بعد علم وادب کا یہ سورج ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا، اور آفاق عالم پر تاریکی اور اداسی چھا گئی۔

پوری دنیا میں آناً فاناً خبر ہو گئی، اور جس سے ہو سکا وہ بریلی کی طرف روانہ ہو گیا تاکہ حضرت کے جنازے میں شریک ہو سکے،

حضرت کے جنازے میں اتنی بڑی تعداد میں لوگ شریک ہوئے کہ اتنا بڑا مجمع لوگوں نے دیکھا نہ ہوگا، اس روز پورے شہر بریلی میں انسانوں کا ایک سیلاب امڈ آیا اور ہر طرف سر ہی سر نظر آرہے تھے،

لوگ اتنی بڑی تعداد میں نماز جنازہ میں شریک تھے کہ اس کی تعداد خدا کے سوا کسی کو نہیں معلوم۔

تاج الشریعہ کے وصال کے وقت حضور محدث کبیر غازی پور میں تھے، خبر ملتے ہی واپس گھوسی لوٹے اور بریلی جانے کی تیاری میں مصروف ہو گئے

حضور تاج الشریعہ کے جانشین حضرت مولانا عسجد رضا صاحب مد ظلہ العالی کو یہ خواہش ہوئی کہ حضور محدث کبیر نماز جنازہ پڑھائیں، لیکن حضور محدث کبیر نے انہیں حکم دیا کہ آپ پڑھائیں۔

حضرت مولانا عسجد میاں صاحب قبلہ نے حضرت کی حیات میں ہی نماز جنازہ کی چودہ دعائیں یاد کر کے حضرت کو سنا دی تھیں، اور حضور محدث کبیر کی بھی مرضی یہی تھی

اس لیے حضرت علامہ عسجد میاں صاحب قبلہ نے ان تمام دعاؤں کے ساتھ حضور تاج الشریعہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حضور تاج الشریعہ کے فیوض و برکات سے جملہ اہل وجماعت کو مالا مال فرمائے۔

تاج الشریعہ حیات وخدمات

محمد ابو حنیفہ امجدی گھوسی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

نگاہ مفتی اعظم کی ہے یہ جلوہ گری
چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

سلطان الفقہاء، اکمل الفضلاء، فخر المحدثین، وارث علوم اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ، حضرت علامہ مفتی شاہ محمد اختر رضا قادری ازہری علیہ الرحمہ جانشین مفتی اعظم ہند بریلی شریف، جماعت اہلسنت کے ممتاز ترین صاحب علم و بصیرت، باقیات صالحات میں سے ایک ہیں۔ ذکاوت طبع اور قوت اتقان، قرأت و تجوید، منطق و فلسفہ، ریاضی، علم جفر و تکسیر اور علم ہئیت وتوقیت میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ آپ ایک اچھے انشا پرداز اور صاحب اسلوب، کہنہ مشق، سہ لسانی ادیب ہیں۔ آپ کو شعر و شاعری سے بھی خاص دل چسپی ہے۔ آپ قادر الکلام فطری شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ عربی فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں شاعری کرتے تھے۔

ولادت ونام ونسب

آپ کی ولادت کاشانہ رضا محلہ سوداگران بریلی شریف میں ۱۴/ ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳/نومبر ۱۹۴۲ء بروز منگل ہوئی۔
آپ مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا علیہ الرحمہ کے فرزند ارجمند ہیں۔

دستور خاندان کے مطابق آپ کا پیدائشی نام " محمد " رکھا گیا۔ چونکہ والد ماجد کا نام محمد ابراہیم رضا تھا اس نسبت سے آپ کا نام اسماعیل رضا تجویز ہوا۔ عرفی نام اختر رضا ہے اور اسی نام سے مشہور ہیں۔ نام محمد پر آپ کا عقیقہ ہوا، والدین اور نانی و نانا جان کے سایہ عاطفت میں پرورش ہوئی، حضور تاج الشریعہ کی کتاب زندگی ایسے ماحول میں اور ایسی تہذیب و تمدن میں کھلی جو چو طرفہ خالص اسلامی شرعی تھا۔

تعلیم و تربیت

والد ماجد نے روحانی و جسمانی ، ظاہری و باطنی ہر طرح کی تربیت فرمائی اور شاندار تربیت کا انتظام فرمایا، بڑے نازو نعم سے پالا اور تمام ضرورتوں کو پورا فرمایا، جب آپ ٤/ سال ، ۴ ماہ، ۴ دن کے ہوئے تو والد ماجد نے تسمیہ خوانی کا اہتمام کیا۔ آپ کے والد گرامی نے جانشین اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں عرئضہ پیش کیا کہ " اختر میاں " کی تسمیہ خوانی کی تقریب ہے حضور شرکت فرمائیں اور تسمیہ خوانی بھی کروائیں چنانچہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ ۔

والدہ ماجدہ نے قرآن پاک ختم کرایا۔ کچھ دینی تعلیم کے حصول کے بعد اسلامیہ انٹر کالج میں داخل ہوئے ، جہاں انگریزی، ہندی زبانوں نیز ریاضیات اور دوسرے علوم جدید حاصل کیے۔ پھر دارلعلوم منظر اسلام میں درس نظامی کے ساتھ ساتھ ایک عربی استاذ شیخ عبد التواب مصری سے عربی زبان و ادب حاصل کیا، شیخ مصری نے آپ کی ذہانت سے متاثر ہو کر مفسر اعظم سے عرض کی کہ صاحبزادے کو جامع ازہر بھیج دیں۔

چنانچہ ۱۹۶۳ء میں جامع ازہر کے کلیۃ اصول الدین میں داخل ہوئے۔ وہاں تفسیر وحدیث کے متعدد فنون کی تکمیل کی اور ۱۹۶۶ء میں ممتاز پوزیشن سے کامیابی حاصل کرنے کے بعد بریلی شریف واپس ہوئے۔اسی دوران والد کے انتقال کا صدمہ سہنا پڑا، بریلی شریف پہنچ کر دارلعلوم منظر اسلام کی مسند تدریس کو زینت بخشی، یہی سے علمی قیادت و سیادت کا مشاقی کا آغاز ہوا، جس میں نانا جان حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی فیض رساں صحبتوں کا سب سے بڑا رول رہا تھا۔

تاج الشریعہ نے فتویٰ نویسی کا کام چودہ سال کی عمر میں ہی شروع کر دیا تھا۔ اور اس سلسلے میں حضور مفتی اعظم ہند اور حضرت مفتی سید افضل حسین مونگیری سے استفادہ کیا، اس کے بعد مفتی اعظم ہند نے دارالافتاء آپ کے حوالے کردیا، حضور مفتی اعظم ہند کے وصال کے بعد فتویٰ نویسی کا سلسلہ کافی بڑھ گیا تو آپ نے ۱۹۸۱ء میں باقاعدہ مرکزی دارالافتاء قائم کیا۔

۱۹/ سال کی عمر میں حضور مفتی اعظم ہند نے ایک خصوصی محفل میں آپ کو تمام سلاسل کی اجازت و خلافت سے نوازا، ایک سال عرس قاسمی مارہرہ مطہرہ کے موقع پر احسن العلماء علیہ الرحمہ نے سلسلہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کی اجازت و خلافت سے نوازا یوہی سید العلماء برہان ملت اور ریحانی میاں علیہم الرحمہ نے بھی اپنی اجازت وخلافت سے نوازا۔

مختلف زبانوں میں تحریر و تقریر

آپ متعدد زبانوں میں تحریر و تقریر میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ استاذ رفیع الدرجات محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفی قادری دام ظلہ القوی تحریر فرماتے ہیں:

اللہ تعالی نے آپ کو کئی زبانوں پر ملکہ خاص عطا فرمایا ہے۔ زبان اردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے۔ ان دونوں زبانوں میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے۔ جس پر آپ کی اردو اور عربی نعتیہ شاعری شاہد عدل ہیں۔ آپ کے برجستہ اور فی البدیہ نعتیہ اشعار فصاحت و بلاغت، حسن ترتیب اور تخیل میں کسی کہنہ مشق استاذ کے اشعار سے کم درجہ نہیں ہوتے۔ عربی کے قدیم و جدید اسلوب پر آپ کو ملکہ راسخ حاصل ہے۔ آپ کی خطابت و شاعری اور اردو ترجمہ نگاری کسی پختہ کار عربی ادیب کے کارناموں پر بھاری نظر آتی ہے۔ جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست و نزاکت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس ہی نہیں ہوتا۔ یہ واقعہ میرے سامنے ہی کا ہے کہ زمبابوے میں ایک مصری شیخ نے آپ کے حمدیہ اشعار سنے تو بہت محظوظ ہوئے اور اس کی نقل کی فرمائش بھی کر ڈالی۔

میں نے انگلینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، زمبابوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر و وعظ کرتے دیکھا ہے اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں سنی ہیں اور یہ بھی سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے۔

(تاج الشریعہ نمبر)

آپ نے عربی، فارسی، انگریزی اور اردو زبانوں میں اپنی تصانیف، فتویٰ اور نظم و نثر قوم کو عطا فرمایا۔ عربی زبان میں آپ نے بہت سی کتابیں تحریر فرمائیں اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی بہت سی کتب و رسائل کا بھی عربی میں ترجمہ فرمایا۔

امام اہلسنت علیہ الرحمہ کی بعض عربی کتب و رسائل کا اردو میں ترجمہ بھی آپ نے کیا۔ انگریزی میں بھی متعدد تصانیف آپ کی ہیں اور اردو کتب ورسائل کی تعداد دو درجن سے زیادہ ہے۔

عربی تصانیف

الحق المبین، الصحابہ نجوم الاہتداء، شرح حدیث الاخلاص، نبذة حیات الامام احمد رضا، سد المشارع، الفردة شرح القصیدة البردة، تعلیقات الازہری علی صحیح البخاری

عربی کتابوں کا اردو ترجمہ

انوارالمنان فی توحید القرآن ، المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند، الزلال الانقی من بحر سبقتہ الاتقی، قصیدتان رائعتان، عطایا القدیر فی حکم التصویر

اردو زبان میں تصانیف

ہجرت رسول ﷺ، آثار قیامت، ٹائی کا مسئلہ، ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم، تین طلاقوں کا شرعی حکم، دفاع کنزالایمان، تصویر کا مسئلہ، سنو چپ رہو، اسمائے سورہ فاتحہ، جشن عید میلاد النبی ﷺ، افضیلت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہما، چلتی ٹرین پر فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم وغیرہ

انگریزی تصانیف

(1) Asar E Qiyamat (2) Fatwa on wearing of The Tie (3) Azharul Fatawa (4) Just Answer to The Based Author . etc

وفات

/۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ بریلی شریف میں آفتاب غروب ہونے کا وقت ہوا۔ مؤذن نے مغرب کی اذان دی، جس کے بعد علم وادب کا یہ سورج ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا، اور آفاق عالم پر تاریکی اور اداسی چھاگئی۔ پوری دنیا میں آناً فاناً خبر ہو گئی ، اور جس سے ہو سکا وہ بریلی کی طرف روانہ ہو گیا تاکہ حضرت کے جنازے میں شریک ہوسکے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے ۔

آہ! شہزادی حضور صدر الشریعہ

محمد آصف امجدی گھوسی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

وہ صبر وشکر و قناعت کا ایک پیکر تھی
وہ زہدو تقویٰ کا ایک تابناک گوہر تھی
نہ جانے اس نے بجھائی ہے پیاس کتنوں کی
وہ علم دین الٰہی کا ایک سمندر تھی

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔

یعنی انسان ہو ں یا جن یا فرشتہ، غرض یہ کہ اللہ کے سوا ہر زندہ کو موت آنی ہے اور ہر چیز فانی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار پر موت مقرر فرما دی ہے اوراس سے کسی کو چھٹکارا ملے گا اور نہ کوئی اس سے بھاگ کر کہیں جا سکے گا۔

موت یہ ایک ایسا قانون الہی ہے کہ جس پر ہر ایک مذاہب کا اتفاق ہے۔ موت کے بے رحم شکنجہ کی گرفت سے بڑا سے بڑا بادشاہ، کمزور سے کمزور انسان بھی نہ بچ سکا۔ روز مرہ کا یہ مشاہدہ ہے اس رنگین دنیا میں کوئی آتا ہے اور کوئی یہاں سے

ہوتا ہے۔ جانے والوں میں ہزاروں ایسے لوگ ہوتے ہیں، جنہیں دنیا ہی کیا اپنے ہی گھر والے، اعزہ و احباب حرف غلط کی طرح چند ہی دونوں میں بھلا دیتے ہیں۔ مگر ان میں کچھ ایسی اہم ہستیاں دار فانی سے کوچ کرتی ہیں، کہ ہزاروں انسان غم واندوہ میں ڈوب جاتے ہیں،سینہ رنج و غم سے ٹوٹ جاتے ہیں اور آنکھیں پر نم ہوجاتی ہیں۔ اور یہ ماتم وقتی نہیں ہوتا،بلکہ رنج و الم کی یہ چبھن مدتوں تک رہتی ہے۔

ایسی ہی نابغہ روزگار، ہستیوں میں شہزادی حضور صدرالشریعہ، ہزاروں عالمات و فاضلات کی معلمہ و مربیہ،شیخۃ الحدیث والتفسیر،ہمشیرہ حضور محدث کبیر، عالیہ،فاضلہ،مقتیہ عائشہ خاتون رحمۃاللہ علیہا کی ذات بھی ہے۔ جن کا سانحہ ارتحال صرف ایک خاندان کا غم نہیں ہے بلکہ پوری قوم کا غم ہے ۔اس صدمہ جانکاہ کا دائرہ صرف گھوسی ہی کی سرزمین تک محدود نہیں بلکہ ہندوستان کے دور دراز ان خطوں تک پھیلا ہوا ہے جہاں جہاں آپ کی شاگردہ پائی جاتی ہیں۔ لگ بھگ ہر عالمات نسل بعد نسلٍ آپ رحمۃ اللہ علیہا کی شاگردہ ہیں۔

وصال

یوں تو پچھلے کئی سالوں سے تشویش ناک حد تک صحت گرتی جارہی تھی،وصال سے دو روز قبل طبیعت زیادہ خراب ہوگئی کھانا پینا بھی چوٹ گیا۔

ہر جمعرات بعد نماز مغرب رضا مسجد (کریم الدین پور باغ) میں طلبۂ گھوسی جامعہ امجدیہ رضویہ کی طرف سے بزم کا انعقاد کیا جاتا ہے ،رفیق محترم محمد مصطفٰی رضا قادری نے بھی بزم میں شرکت کی (جو شہزادی صدررالشریعہ کے پوتے ہیں) بزم کے اختتام پر ان کے والد گرامی مولانا محمد نورانی قادری کا فون آیا انہوں نے کہا

فون رکھنے کے بعد چہرے پر اداسی چاگئی مسجد سے باہر آنے کے بعد میں پوچھا کیا بات ہے بہت غمزدہ لگ رہے ہو، بڑے درد بھرے انداز میں کہا کہ "دعا کریں دادی جان کی طبیعت زیادہ خراب ہے ابو کا فون تھا کہ "جلدی گھر آجاؤ " اور میں کچھ نہیں پوچھ سکا کیونکہ کہ چہرے پر رنج والم کے اثار نظر آرہے تھے۔

شبِ جمعہ سے نزع کے آثار ظاہر ہونے لگے صرف سانس آتی جاتی تھی۔ شہزادہ حضور صدررالشریعہ حضور محدث کبیر مدظلہ العالی امجدی رضوی مسجد میں نماز جمعہ سے قبل ہمشیرہ کے لیے صحت وسلامتی کی دعائیں فرمارہے تھے، اور ادھر نبیرۂ حضور صدرالشریعہ مفتی فیضان المصطفیٰ قادری مدظلہ العالی مسجد عمر (بازار) قبل الجمعہ صحت و سلامتی کی دعائیں فرمارہے تھے۔

بالآخر عین جمعہ ہی کے وقت ۲۱/ شوال المکرم ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۲/ مئی ۲۰۲۳ءایک بجکر ۱۰ منٹ پر علم ومعرفت کا یہ سورج ہمیشہ ہمیش کے لیے غروب ہوگیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ہزاروں عالمات،فاضلات اور اہل و عیال قرابت دار کو اشکبار چھوڑ کر دار فنا سے دار بقا کی سمت کوچ فرماگئیں۔

بڑی عظیم شخصیت کی مالک تھیں۔ ایک لمبے مدت تک بستر علالت پر تھیں۔ عین جمعہ کے وقت موت کا آنا بڑی ہی سعادت مندی ہے، بڑا ہی مبارک مسعود وقت ہوتا ہے ایسے وقت میں موت کا آنا بلاشبہ بارگاہِ خداوندی میں قبولیت کی سند ہے۔

روز جمعہ اور شبِ جمعہ انتقال کرنے والوں کے متعلق احادیث میں بڑی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔

بلاشبہ شہزادی صدر الشریعہ اس حدیث کی مصداق ہیں

حضرت سیدنا عطار بن یسار سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان مرد یا عورت روزہ جمعہ یا شب جمعہ انتقال کر جائے تو وہ امتحانِ قبر اور عذابِ قبر سے بچا لیا جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر کوئی حساب نہ ہوگا اور قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ مہر یا گواہ ہوں گے جو اس کے جنتی ہونے کی گواہی دیں گے۔

(شرح الصدور مترجم صفحہ ۲۷۳)

تجہیز و تکفین

سانحہ ارتحال کی خبر آناً فاناً ملک کے طول و عرض میں پھیل گئی۔

۱۲/مئی ۲۰۲۳ بروز شبِ ہفتہ شہزادی حضور صدرالشریعہ، ہزاروں عالمات وفاضلات کی معلمہ و مربیہ، شیخۃ الحدیث و التفسیر عالمہ فاضلہ عائشہ خاتون رحمۃ اللہ علیہا کا جنازہ ہزاروں سوگوار کے ہجوم میں اٹھا۔ کچھ منٹ کے لئے جنازہ کو قادری منزل کے صحن میں رکھا گیا، پھر کچھ ساعت اس ادارہ (کلیۃ البنات الامجدیہ) کے صحن میں رکھا گیا جہاں پر آپ نے تقریباً ۳۱/ سال تک وقال اللہ و قال الرسول کی تعلیم سے طالبات امجدی کے سادہ لوح ذہن کو منور کیا اور ان کی علمی تشنگی پر آب پاشی کی۔

انہیں کا فیضان ہے کہ آج کلیۃ البنات الامجدیہ کو ہندوستان کا سب سے عظیم الشان ادارہ مانا جاتا ہے۔

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے آستانہ مبارک کے قریب تقریباً ہزاروں افراد نے

نماز جنازہ شہزادہ حضور صدرالشریعہ ممتاز الفقہاء، سلطان الاساتذہ حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی قبلہ قادری نائب قاضی القضاۃ فی الہند نے پڑھائی۔
حضور شیخ العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار مبارک کے سامنے اس پیکر علم و عمل کی لحد بنائی گئی، نبیرۂ حضور صدرالشریعہ مفتی فیضان المصطفیٰ قادری اور مولانا معین اختر جیلانی استاذ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف قبر میں اترے، برستی آنکھیں بھیگی پلکوں کے سائے میں اس علمی گنج شائگاں کو آغوش لحد میں احترام و عقیدت کے ساتھ لٹاکر آخری آنسوں نظر کیا۔
یہ تمام چیزوں حضور محدث کبیر مدظلہ العالی کی سرپرستی میں ہوئی حضور محدث کبیر لحد کے قریب ہی تشریف فرما تھے حضرت نے فرمایا: "کفن کی چوٹی کو کھول دیا جائے چہرہ قبلہ کی سمت کر دیا جائے"۔
تدفین کے بعد حضور محدث کبیر نے فرمایا : "مولانا فیضان مصطفی صاحب قل شریف پڑھیے" تو سورہ ناس تک تلاوت فرمائی ، پھر محدث کبیر بنفس نفیس سورہ فاتحہ سے آخر تک تلاوت فرمائی، برستی آنکھوں بھیگی پلکوں کے سائے میں شہزادہ حضور صدرالشریعہ حضور محدث کبیر مدظلہ العالی جملہ مؤمنین و مؤمنات بالخصوص شہزادی حضور صدرالشریعہ کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔
دعا سے فراغت کے بعد بحکم حضور محدث کبیر مدظلہ العالی شہزادہ حضور صدرالشریعہ حضرت علامہ مفتی بہاء المصطفیٰ قبلہ قادری شیخ الحدیث جامعۃ الرضا بریلی شریف سیرہنے الم سے مفلحون تک تلاوت فرمائی ،پائتی جانب حضور محدث کبیر سورہ بقرہ کی آخری دو آیت بڑے درد بھرے لہجہ میں تلاوت کی۔

برستی آنکھوں بھیگی پلکوں کے ساتھ سبھی لوگ گھر کی طرف لوٹے، حضور محدث کبیر مدظلہ العالی والنورانی قادری منزل کے سامنے تعزیتی بیان فرمایا ہمشیرہ کے جملہ اعزہ و اقرباء کو تعزیت پیش فرمائی، بذات خود قل شریف کی تلاوت فرماکر دعا مغفرت فرمائی۔

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں آئیں ہیں سبھی مرنے کے لیے

رب قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ شہزادی حضور صدررالشریعہ کے صغائر و کبائر گناہوں کو معاف فرمائے ، نکیرین کے سوالوں کو آسان فرماکر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ۔

جامعہ امجدیہ مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا ترجمان

محمد آصف، عمران احمد امجدی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی، اور فقیہ اعظم ہند مصنف بہار شریعت حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی نے علیہما الرحمہ کے نام منسوب ہے، اسے شہزادۂ حضور صدر الشریعہ ممتاز الفقہاء حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی قادری مدظلہ العالی نائب قاضی القضاۃ فی الہند نے قائم فرمایا۔

۲/ذالقعدہ ۱۴۰۲ھ کو عرس امجدی کے حسین موقع پر جانشین حضور مفتی اعظم ہند شہزادۂ حضور مفسر اعظم حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان قاضی القضاۃ فی الہند کے دست حق پرست سے ملک کے نامور علماء کرام و مشائخ عظام کے زیر سایہ ہزاروں محبان صدر الشریعہ کی موجودگی میں جامعہ امجدیہ رضویہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

اور ۲/ ذوالقعدہ ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۱/ جولائی ۱۹۸۵ء کو اس کا تعلیمی افتتاح ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے سرزمین گھوسی پر دین و سنیت کا ایک پر شکوہ تعلیمی قلعہ معارض وجود میں آگیا جس کے ذریعے مستقبل قریب میں میں برباد ہونے والے تعلیمی انقلاب کی دھمک ابتدا ہی سے محسوس کی جانے لگی۔

حضور محدث کبیر دامت فیوضہم کو آغاز میں بڑے سنگین حالات سے گزرنا پڑا، ایک طرف اپنوں کی حاسدانہ حرکات تھیں، تو دوسری طرف دشمنوں کی معاندانہ سرگرمیہ آپ کا حال اس شعر کا مصداق تھا

ایک طرف اعدائے دین ایک طرف ہیں حاسدیں
بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود

مگر آپ ایک مضبوط چٹان بن کر اپنے مقصد کی طرف رواں دواں رہے، حسن اخلاص اور نیت خیر کے سبب کامیابی نے خود بڑھ کر آپ کے قدم کا بوسہ لیا، حاسدیں و اعدائے دین سیکڑوں منصوبوں کے بعد بھی اپنے مقصد میں ناکام رہے، آج بلاشبہ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی عالمی شہرت یافتہ اداروں میں سے ایک ہے۔

جامعہ امجدیہ کی تاسیس کا مقصد

با استعداد علماء کی صف تیار کرنا، فقہ و قضاء میں ماہر افراد پیدا کرنا کہ احقاق حق و ابطال باطل کو بغیر کسی کا خوف کھائے ہوئے ڈنکے کی چوٹ پر بیان کرنا،

اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى

اس آیت کے مصداق افراد کو پیدا کر کے قوم کے حوالے کرنا، عربی بولنے لکھنے پر قدرت رکھنے والے حضرات تیار کرنا، اسلام کا صحیح تصور پیش کرنے والے قلم کاروں کو عوام کے حوالے کرنا، متصلف فی الدین اسکالر فراہم کرنا، علم و عمل کے ساتھ سیرت و کردار حسن سے آراستہ افراد تیار کرنا، اہلسنت و الجماعت جو اس دور میں مسلک اعلیٰ حضرت سے جانا اور پہنچانا جاتا ہے خلوص اللھیت کے ساتھ ترویج و اشاعت کے لیے ٹیم تیار کرنا۔

الحمد اللہ جامعہ امجدیہ اپنے مقاصد جلیلہ میں کامیابی کی راہ پر رواں دواں ہے۔

بلاشبہ اس دور پر فتن میں طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ اہلسنت کا وہ مرکزی ادارہ ہے جو مسلک اعلیٰ حضرت کی صحیح ترجمانی کرتے ہوئے عالم اسلام کی رہنمائی کر رہا ہے یہاں کے علماء و فضلاء ملک و بیرون ملک میں مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے سپاہی بن کر دین کی ترویج و اشاعت میں ہمہ وقت کمربستہ رہتے ہیں جب بھی کہیں سے مسلک کے خلاف کوئی سر اٹھاتا ہے تو اپنی تحریر و تقریر کے ذریعہ اصولوں و ضوابط کی روشنی میں دندا سکن جواب دیتے ہیں۔ کیونکہ دور طالب علم ہی سے مسلک اعلیٰ حضرت کو ان کے دلوں میں اس طرح رچا بسا دیا گیا کہ مسلک کے خلاف آواز کو سن کر پوری جدوجہد کے ساتھ اس کا رد کرنے میں لگ جاتے ہیں، اور دنیا کے جس خطے میں ہوتے ہیں وہاں کے لوگوں کو دین و مسلک پر گامزن رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ استاذ المکرم سلطان الاساتذہ، ممتاز الفقہاء حضور محدث کبیر دامت فیوضہم فرماتے ہیں "ہم نے کھانے پینے اور زندگی کا نسب العین صرف یہی بنایا ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کو مستحکم رکھا جائے ، مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کی جائے ، مسلک اعلیٰ حضرت لوگوں کے دلوں میں گھول گھول کر پلایا جائے اور بیٹھایا جائے، اگر اللہ نے مجھے یہ کرامت عطا فرمائی ہوتی کہ میں شربت کے ساتھ لوگوں کو بلاؤ تو ایسی سبیل عام اس کے لئے قائم کرتا کہ اب ہر طرف مسلک اعلیٰ حضرت ہی کا پرچم بلند ہوتا"۔

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں

"کہ کسی کو اپنا ایمان بچانا ہے، شیطان بھگانا ہے تو اس زمانے کے شیطان لاحول

پڑھنے سے نہیں بھاگتے اللہ رب العزت نے امام احمد رضا کا نام شیطان بھگانے کے لیے مقرر فرمایا ہے" حضور محدث کبیر اپنے اس قول پر اس پر فتن دور میں جبل استقامت بن کر ڈٹے ہوئے ہیں اور اپنے قائم کردہ ادارے کے طالب علموں اور عوام الناس کو ہمیشہ اس کی تلقین کلام اول میں کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کچھ بھی ہو جائے کبھی مسلک سے سمجھوتا مت کرنا۔

انہیں سب باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے طالب علموں سے داخلہ کے وقت ہی داخلہ فام کے ساتھ یہ عہد لیا جاتا ہے۔

" میں اقرار کرتا ہوں اہل سنت والجماعت ہی سچا دین و مذہب ہے جس کی پہچان اس دور میں مسلک اعلیٰ حضرت سے ہوتی ہے ۔ نیز میں فتاویٰ حسام الحرمین کی تصدیق کرتا ہوں اور مولوی رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی کو انکے اقوال کفریہ و باطلہ کے سبب بمطابق فتاویٰ حسام الحرمین نام بنام کافر و مرتد مانتا ہوں اور جو ان کے اقوال کفریہ پر یقین اطلاع رکھتے ہوں ان کو اپنا مقتدا و پیشوا ماننے یا مسلمان جاننے یا کم از کم ان کے کفر و عذاب میں شک کرے اس کو بھی کافر و مرتد مانتا ہوں، میں اس بات کا عہد کرتا ہوں کہ حصول تعلیم کے دوران مذکورہ بالا تصدیق نامہ پر قائم رہوں گا۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مادر علمی جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی کو حاسدین کے حسد سے محفوظ فرمائے اور اس کا فیضان اہلسنت و الجماعت پر تادیر قائم و دائم رکھے آمین۔

موت کو کثرت سے یاد کرنے کی فضیلت

محمد تفسیر رضا امجدی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

یاد رکھو! جو شخص سرمایہء دنیا اکھٹا کرنے میں لگا ہے، دنیا کی رعنائیوں میں مگن رہتا ہے یقینا وہ موت کو بھولے بیٹھا ہے ،اس کا دل موت سے غافل ہے اگر اسے موت کی یاد دلائی بھی جائے تو اس سے دور بھاگتا ہے اور اس سے نفرت کرتا ہے، یہی وہ جماعت ہے جس کے متعلق فرمانِ الٰہی ہے کہ

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے جو چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے پھر وہ تمہیں بتادے گا جو کچھ تم نے کیا تھا۔ (پ ٢٨ الجمعة ٨)

جب یہ بات واضح ہے کہ موت ہر صورت آنی ہے تو آج اس سے ہم غافل کیوں ہیں ؟ کیوں نہیں موت کو یاد کیا کرتے جبکہ کل نفس ذائقة الموت کا فرمان بھی ہمارے پیش نظر ہے۔

عزیز دوستو !موت کو یاد کرنے کی بہت فضیلت اور ثواب ہے ،لہذا ہمیں چاہیے کہ موت کو یاد کریں، دنیاوی نعمتوں سے رغبت نہ رکھیں ،موت کو یاد کر کے اسبابِ نجات تیار کریں۔

موت کو ہر حال میں یاد کرنا بہت افضل ہے جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مقامات پر ارشاد فرمایا، جن میں سے چند آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔
نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اکثروا من ذکر ھاذم اللذّات

یعنی لذتوں کو ختم کرنے والی کو زیادہ یاد کرو! (۱)

یعنی موت کو یاد کر کے لذتوں کو بد مزہ کر دو تاکہ ان کی طرف طبیعت مائل نہ ہو اور تم یکسوئی کے ساتھ اللہ عزوجل کی طرف متوجہ ہو جاؤ!

اگر جانور موت کے بارے میں وہ کچھ جان لیتے جو انسان جانتا ہے تو تمہیں کھانے کے لئے کوئی موٹا جانور نہ مل پاتا۔ (۲)

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم! کیا شہیدوں کے ساتھ کسی اور کو بھی اٹھایا جائے گا؟ ارشاد فرمایا: ہاں! "اسے جو دن رات میں ۲۰ مرتبہ موت کو یاد کرے۔" (۳)

اس فضیلت کی وجہ ہے یہ کہ موت کی یاد فریبی دنیا سے دور کرتی ہے اور توشہء آخرت تیار کرنے کا تقاضا کرتی ہے جب کہ موت کو یاد نہ کرنا خواہشات دنیا میں مزید اضافہ کرنا ہے۔

تحفة المؤمن الموت

یعنی موت مومن کے لئے تحفہ ہے۔ (۴)

اس فرمان کی وجہ یہ ہے کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے کہ یہاں ہمیشہ

---

۱) (سنن ابن ماجه ، کتاب الزہد ، باب ذکر الموت ۴والاستعداد، ۴۹۵، حدیث/ ۴۲۵۸)

۲) (شعب الایمان للبیهقی، باب فی الزہد و قصر ۷الامل، / ۳۵۳، حدیث : ۱۰۵۵۷)

۳) (المعجم الاوسط، /۵، ۳۸۱ حدیث ۷۶۷۶: بتغیر کثیر)

۴) (الزہد لابن المبارک ، باب فی طلب الحلال ، ص ۵۹۹، حدیث:۲۱۲)

اپنی جان پر تکالیف برداشت کر کے مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے نیز نفس و شیطان سے مقابلہ اور خواہشات کی روک تھام کرنی پڑتی ہے جبکہ موت ان تمام مشکلات سے مومن کے لئے آزادی کا پروانہ ہے اور یہی پروانہ مومن کے لئے تحفہ ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا گزر ایسی مجلس کے پاس سے ہوا جس سے ہنسی کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں، ارشاد فرمایا: اپنی مجلسوں میں لذتوں کو بے مزہ کر دینے والی کا بھی ذکر کیا کرو۔" انہوں نے عرض کی: "لذتوں کو بے مزہ کرنے والی کیا چیز ہے؟" ارشاد فرمایا: "موت۔" (۱)

أكثروامن ذكر الموت فإنه يمحص الذنوب ويزهد في الدنيا

یعنی موت کو زیادہ یاد کرو کہ یہ گناہوں کو مٹاتی اور دنیا سے بے رغبت کرتی ہے۔ (۲)

كفى بالموت مفرقاً

جدائی ڈالنے کے لئے موت ہی کافی ہے۔ (۳)

كفى بالموت واعظا

یعنی نصیحت کے لئے موت ہی کافی ہے۔ (۴)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے والا دسواں شخص تھا کہ کسی انصاری صحابی رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلہ! لوگوں میں زیادہ عقلمند اور عزت والا کون ہے؟" ارشاد فرمایا: "موت" کو زیادہ یاد کرنے اور اس کی زیادہ تیاری کرنے والا،

---

۱) (شعب الایمان للبیہقی، باب فی الزہد و قصر ۷/الامل، ،حدیث۳۵۳ : ۱۰۵۵۶)
۲) (موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت ، باب ذکر الموت و الاستعدادلہ ۵/، ۹۵)،حدیث:۴۲۳
۳) (موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت ، باب ذکر الموت و الاستعدادلہ ۵/، ،۴۳۸ حدیث : ۱۴۸)
۴) (موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت ، باب ذکر الموت و الاستعدادلہ ۵/، ،حدیث۴۳۹ : ۱۴۹)

یہی لوگ عقلمند ہیں کہ دنیاوی اور اخروی اعزاز کے ساتھ رخصت ہوتے ہیں۔
(مکارم الاخلاق لابن ابی الدنیا ، ص ۵ ، حدیث : ۳)

بہر حال موت کو یاد کرنے کی بہت سی فضیلتیں ہیں لیکن یہ سوال کہ موت کو کیسے یاد کریں؟ موت کی یاد دل میں پختہ کرنے کا طریقہ کیا ہے تو اس کے لئے سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ بزرگان دین کے یہ تین اقوال ذہن نشین کر لے اور اس پر عمل کرے!

(۱) حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں : جب تم مردوں کو یاد کرو تو اپنے آپ کو بھی انہی میں شمار کرو۔

(۲) حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں : خوش قسمت ہے وہ شخص جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔

(۳) حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز فرماتے ہیں : تم اس بات میں غور و فکر کیوں نہیں کرتے کہ روزانہ صبح شام کسی نہ کسی کو بارگاہ الہی کے لئے تیار کرتے ہو اور اسے گڑھے میں ڈال دیتے ہو حالانکہ مٹی اس کا تکیہ بن جاتی ہے ، دوست احباب پیچھے رہ جاتے ہیں اور اسباب ختم ہو جاتے ہیں

موت کی یاد دل میں پختہ کرنے کے لئے مذکورہ انداز میں غور و فکر کرنے کے ساتھ ساتھ قبرستان جائے نیز مریضوں کو دیکھے کہ یہی چیزیں دل میں موت کی یاد تازہ کرتی ہیں یہاں تک کہ دل پر اتنا غلبہ ہو جاتا ہے کہ موت آنکھوں کے سامنے نظر آتی ہے اور اس وقت شاید موت کی تیاری میں مصروف ہو جائے اور دھوکے کی دنیا سے دور ہو جائے ورنہ موت کو اوپری دل اور زبان کی نوک سے یاد کرنے میں ڈر و خوف کا فائدہ بہت تھوڑا ہے

رب قدیر سے دعا ہے کہ ہمیں موت کو کثرت سے یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(ماخوذ من احیاء العلوم)

قربانی اور یوم الاضحیٰ کے فضائل و مسائل

فیض رضا امجدی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

قربانی ایک عظیم الشان اور لاجواب عبادت ہے
اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ (سورہ حج)

یعنی ہم نے ہر امت کیلئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ چوپایوں کے مخصوص جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔

قربانی یہ سنت ابراہیمی ہے۔اور اِسے سنت ابراہیمی اس لیے کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خالص رضائے الٰہی کے لئے اپنے لختِ جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لیے تیار فرمایا۔

قربانی کے فضائل

ابن ماجہ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ قربانیاں کیا ہیں فرمایا کہ "تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے" لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمارے لیے اس میں کیا ثواب ہے فرمایا ہر بال کے برابر نیکی ہے عرض کی اون کا کیا حکم ہے فرمایا اون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ہے۔ (المرجع السابق، باب ثواب الاضحیہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یوم "النحر (دسویں ذی الحجہ) میں ابن آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے سے زیادہ پیارا نہیں۔اور وہ جانور قیامت کے دن اپنی سینگ اور بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدا کے نزدیک مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے لہذا اس کو خوش دلی سے کرو۔ (جامع ترمذی، کتاب الأضاحی)

ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا" جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔
(سنن ابن ماجہ، کتاب الأضاحی)

قربانی کی تعریف

مخصوص جانور کو مخصوص دن اللہ تعالٰی کے لیے ثواب کی نیت سے ذبح کرنا قربانی ہے۔

قربانی کے شرائط

مسلمان، یعنی کافر پر قربانی واجب نہیں۔
آزاد، یعنی غلام پر قربانی واجب نہیں۔
اور مقیم، یعنی مسافر پر قربانی واجب نہیں۔
اور مالک نصاب، اور یہاں مالک نصاب سے مراد وہ ہے جس سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے۔وہ مراد نہیں جس سے زکاۃ واجب ہوتی ہے۔

قربانی کا وقت

قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کے طلوعِ صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے یعنی تین دن اور دوراتیں لیکن دسویں تاریخ افضل ہے، رات میں بھی قربانی ہوسکتی ہے مگر رات میں ذبح کرنا مکروہِ تنزیہی ہے اور خلاف اولی ہے، اس کا سبب شب کی تاریکی اور غلطی ہے اور یہ سب نہ ہو تو بلا کراہت جائز ہے۔

قربانی کے جانور کی قسمیں

قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں۔

اونٹ، گائے، بکری

ہر قسم میں اس کی جتنی نوعیں ہیں سب داخل ہیں نَر اور مادہ، خصی اور غیر خصی سب کا ایک حکم ہے یعنی سب کی قربانی ہوسکتی ہے۔ بھینس گائے میں شمار ہے اس کی بھی قربانی ہوسکتی ہے۔ بھیڑ اور دنبہ بکری میں داخل ہیں ان کی بھی قربانی ہوسکتی ہے۔

وحشی جانور جیسے نیل گائے اور ہرن ان کی قربانی نہیں ہوسکتی۔

وحشی گھریلو جانور سے مل کر بچہ پیدا ہوا مثلاً ہرن اور بکری سے اس میں ماں کا اعتبار ہے یعنی اس بچہ کی ماں بکری ہے تو جائز ہے اور بکرے اور ہرنی سے پیدا ہے تو ناجائز ہے۔

قربانی کے جانوروں کی عمر

اونٹ پانچ سال کا گائے دوسال کی بکری ایک سال کی اس سے عمر کم ہو تو قربانی جائز نہیں زیادہ ہو تو جائز بلکہ افضل ہے۔ہاں دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

قربانی کا جانور کیسا ہونا چاہیے

قربانی کا جانور عیب سے خالی ہونا چاہیے اور تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہو گی اور زیادہ عیب ہو تو ہو گی ہی نہیں۔

جس کی پیدائشی سینگ نہ ہو اس کی قربانی جائز ہے۔اور سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے اور سینگ گودا تک ٹوٹے تو نا جائز ہے اس سے کم ٹوٹے تو جائز ہے۔
بہارشریعت حصہ(۱۵)

فتاویٰ رضویہ میں ہے سینگ اوپر کے حصے کو کہتے ہیں جو ظاہر ہوتا ہے وہ اگر کل ٹوٹ گیا تو کوئی حرج نہیں ہاں اندر سے اس کی جڑ نکل آئی کہ سر میں جگہ خالی ہو گئی تو نا جائز ہے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ سینگ ٹوٹنا اس وقت قربانی سے مانع ہوتا ہے جب کہ سر کے اندر جڑ تک ٹوٹے اگر اوپر کا حصہ ٹوٹ جائے تو مانع نہیں۔

قربانی کے جانور میں شرکت کے مسائل

گائے کے شرکا میں سے ایک کافر یا ان میں ایک شخص کا مقصود قربانی نہیں ہے

بلکہ گوشت حاصل کرنا ہے تو کسی کی قربانی نہ ہوئی بلکہ اگر شرکا میں سے کوئی غلام یا مدبر ہے جب بھی کسی قربانی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ لوگ اگر قربانی کی نیت بھی کریں تو نیت صحیح نہیں۔

سات شخصوں نے قربانی کیلئے گائے خریدی تھی ان میں کا ایک انتقال ہو گیا۔اس کے ورثہ نے شرکا سے یہ کہہ دیا کہ تم اس گائے کو اپنی اور اس کی طرف سے قربانی کروانہوں نے کرلی تو سب کی قربانیاں جائز ہیں اور شرکا نے بغیر اجازت کی تو کسی کی نہ ہوئی۔

قربانی کا طریقہ

قربانی جانور کو ذبح کرنے سے پہلے چارہ پانی دے دیں، پہلے سے چھری تیز کرلیں، جانور کو بائیں پہلو اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کو ہو اور اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کر دیا جائے، اس طرح ذبح کریں کہ چاروں رگیں کٹ جائیں یا کم سے کم تین رگیں کٹ جائیں اس سے زیادہ نہ کاٹیں کہ چھری گردن کے مہرہ تک پہنچ جائے کہ یہ بے وجہ تکلیف دینا ہے۔پھر جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے یعنی جب تک اس کی روح بالکل نہ نکل جائے اس کی کھال نہ اتاریں۔

ذبح کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ مسلمان ہو۔

لہذا مشرک، مجوسی، بت پرست، مرتد، وہابی، دیوبندی جس کی بد مذہبیت حد کفر تک پہونچی ہو ان سب کا ذبیحہ حرام مثل مردار ہے۔ بہارشریعت حصہ(۱۵)

آدابِ دعا

محمد تسلیم امجدی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرے۔

(پ ۲ البقرۃ ۱۸۶)

دعا کے معنی ہے اللہ سے مانگنا اس کے سامنے اپنی حاجت کو پیش کرنا اور اجابت یعنی قبولیت کا معنی یہ ہے کہ پروردگار عالم اپنے بندے کی دعا کو سنتا ہے اور اس پر لَبَّیۡکَ بھی کہتا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے کبھی مانگی ہوئی چیز فوراً ہی مل جاتی ہے اور کبھی کسی حکمت کی وجہ سے اللہ سے مانگی ہوئی چیز تاخیر سے ملتی ہے، کبھی بندے کا نفع کسی دوسری چیز میں ہوتا ہے جس سے وہ غافل رہتا ہے اور وہ اللّٰہ سے دوسری چیز مانگتا ہے تو مانگی ہوئی چیز کی بجائے وہ دوسری چیز عطا کر دیتا ہے اور کبھی بندہ اللہ کو محبوب ہوتا ہے تو وہ اس کی دعا کو قبول کرنے میں دیر کرتا ہے اور یہ دیر کرتا ہے اور یہ دیر کرنا اس لئے ہوتا ہے تاکہ بندہ لمبے عرصہ تک دعا میں مشغول رہے۔ دعا ایک عظیم عبادت، عمدہ وظیفہ اور اللہ کی بارگاہ میں پسندیدہ عمل ہے قرآن و حدیث میں دعا کے فضائل، ترغیب اور دعا نہ مانگنے پر ترہیب (ڈرانے) کا کثرت سے ذکر ہے۔ دعا در حقیقت بندے اور اس کے خالق و مالک کے درمیان کلام اور بندے کا خدا کے قریب ہونے کا ایک عظیم راستہ ہے اور بندگی کے اظہار

کاایک ذریعہ ہے۔ بندہ دعا کے ذریعہ ہی اپنے رب سے ہم کلام ہوتا ہے اور اس کی بارگاہ میں اپنی حاجات وضروریات کا اظہار کرتا ہے۔ دعا بندے کو رب سے ہم کلام ہوتا ہے اور اس کی بارگاہ میں اپنی حاجات وضروریات کا اظہار کرتا ہے۔ دعا بندے کو رب سے ملانے، اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی ایک صورت ہے۔ جس قدر بندہ توجہ، عاجزی، امید و خوف، عشق و محبت کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں دعا کے ذریعہ حاضر ہوتا ہے عام طور پر کسی دوسری عبادت میں یہ یہ لذت و سرور اور کیف حاصل نہیں ہوتا اور فرمایا گیا ہے کہ جسے دعا کی توفیق اور اس کے لئے بھلائی کے دروازے کھول دیے گئے اور جس کے لئے دعا کا دروازہ بند ہو گیا اس کے لئے خیر و عافیت کا بھی دروازہ بند ہو گیا۔

دعا کے آداب

(۱) دل کو حتی الامکان غیر اللہ کے خیال سے پاک رکھے۔

(۲) بدن پاک ہو۔

(۳) لباس پاک ہو۔

(۴) دعا کی جگہ پاک ہو۔

(۵) دعا سے پہلے کوئی نیک عمل کرے خصوصاً پوشیدہ طور پر صدقہ کرے۔

(٦) کھانے، پینے، پہننے، کمانے میں حرام سے بچے کہ حرام خور اور حرام کار کی دعا اکثر رد کر دی جاتی ہے۔

(۷) تنہائی میں دعا کرنا افضل ہے کیونکہ پوشیدہ کی ایک دعا علانیہ کی ستر دعا کے برابر ہے۔

(۸) دعا سے پہلے گزشتہ گناہوں کی توبہ کرے۔

(۹) دعا کے وقت باوضو ہو۔

(۱۰) دعا کے وقت قبلہ کی طرف منہ ہو۔

(۱۱) دعا کے وقت دل کو حاضر رکھے۔

(۱۲) دعا سے پہلے اور بعد اللہ کی حمد کرے۔

(۱۳) بندے کے گناہوں کے باوجود اللہ کی جو رحمتیں بندے پر رہتی ہے انہیں یاد کرکے شرمندہ ہو تاکہ دل شکستہ ہو کیونکہ ٹوٹے ہوئے دل کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱۴) دعا کی قبولیت کے آثار نظر آئیں تو اللہ کا شکر ادا کرے۔

(۱۵) دعا کی قبولیت میں تاخیر معلوم ہو تو بھی اللہ کی حمد کرے۔

الحمد للہ رب العالمین

(بموقعہ عرس امجدی ۲/ذی القعدہ)

منقبت در شان

خلیفہ اعلیٰ حضرت فقیہ اعظم ہند حکیم الامت محسن اہلسنت بقیۃ السلف حجۃ الخلف صدر الشریعت بدر الطریقت سیدنا حضرت علامہ و مولانا مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ و رضوان

اہلِ فن میں ہیں ضوبار امجد علی
علم دیں کے ہیں شہکار امجد علی
وارث شاہ ابرار امجد علی
بالیقیں فیضِ کرار امجد علی

اُن کی شانِ فقاہت کا شہرہ ہوا
خود رضا خاں نے بھی اُن کی خطبہ پڑھا
ان کے جیسا نہ پھر کوئی جگ میں ملا
علم کا بحرِ زخار امجد علی

ان کو فقہی صلاحیّت ایسی ملی
دھوم جس کی زمانے میں ہر سو مچی
اہلِ حق نے صدا دی جہاں میں یہی
ہیں فقیہوں کے سردار امجد علی

کہہ دو گستاخ سے ان سے الجھیں نہیں
ان کی عزت پہ انگلی اٹھائیں نہیں
ان کی جانب قدم بھی بڑھائیں نہیں
ہیں رضا خاں کی تلوار امجد علی

ان کی خدمات پر دل فدا، جاں فدا
کی انھوں نے بہارِ شریعت عطا
گلشنِ علم جس سے مہکنے لگا
قلبِ عشاق کا پیار امجد علی

ان کے اِصرار کرنے کا ہی ہے صلہ
کنز الایماں جو ہم کو رضا نے دیا
اہلِ سنت کو جس سے سہارا ملا
سنیوں کے مددگار امجد علی

گر تمہیں لذتِ عشق مطلوب ہو　　بہرِ عشاق وہ پیار ہی پیار ہیں
آؤ تم ان سے درسِ وفا سیکھ لو　　چشمِ اہلِ سنن میں پرانوار ہیں
ان کی چوکھٹ پہ جامِ محبت پیو　　سنیوں کے لیے مثلِ گلزار ہیں
عشقِ شہ سے ہیں سرشار امجد علی　　ہیں عدو کے لیے خار امجد علی

اہلِ شر کی شرارت سے ڈرتے نہیں　　تم پہ تفسیرؔ ہے جب ضیا کی عطا
ہم کبھی سامنے ان کے جھکتے نہیں　　کیسا خدشہ ہو پھر تم کو روزِ جزا
ان کی ناپاک چالوں میں پھنستے نہیں　　امجدی ہو ، ضیائی ہو ، تم مرحبا
ہیں ہمارے طرفدار امجد علی　　ہیں تمہارے بھی غمخوار امجد علی

از قلم:۔ تفسیر رضا امجدی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

(ترانۂ جامعہ امجدیہ رضویہ مدینۃ العلما گھوسی شریف)

مےءعلم و ہنر ہم کو پلایا امجدیہ نے
خود اپنے پاؤں پر چلنا سکھایا امجدیہ نے

اٹھا کر مسلکِ احمد رضا کا ہاتھ میں جھنڈا
عدوئے دین کا قلعہ گرایا امجدیہ نے

ہے جس پر مسلکِ احمد رضا خاں جلوہ گر ہر آن
وہی نقشہ ، وہی رستہ دکھایا امجدیہ نے

جہاں میں فتنۂ بدکار جب جب بھی نظر آیا
علم حقانیت کا ہی اٹھایا امجدیہ نے

گلستانِ وفا کے پھول کھلتے ہیں سدا اس میں
شجر عشق و محبت کا لگایا امجدیہ نے

علومِ اعلی حضرت کی سدا نشر و اشاعت کی
یوں پیغامِ رضا آگے بڑھایا امجدیہ نے

یہاں کا ذرہ ذرہ مثلِ تاباں ہے بفضل رب
چراغِ علم و فن ایسا جلایا امجدیہ نے

ضیاء المصطفیٰ کی محنتوں کا ہی یہ ثمرہ ہے
جہاں میں آج جو بھی اوج پایا امجدیہ نے

بچا کر دشمنِ اسلام کی چالوں سے ہر لمحہ
ہمیں راہِ ہدایت پر چلایا امجدیہ نے
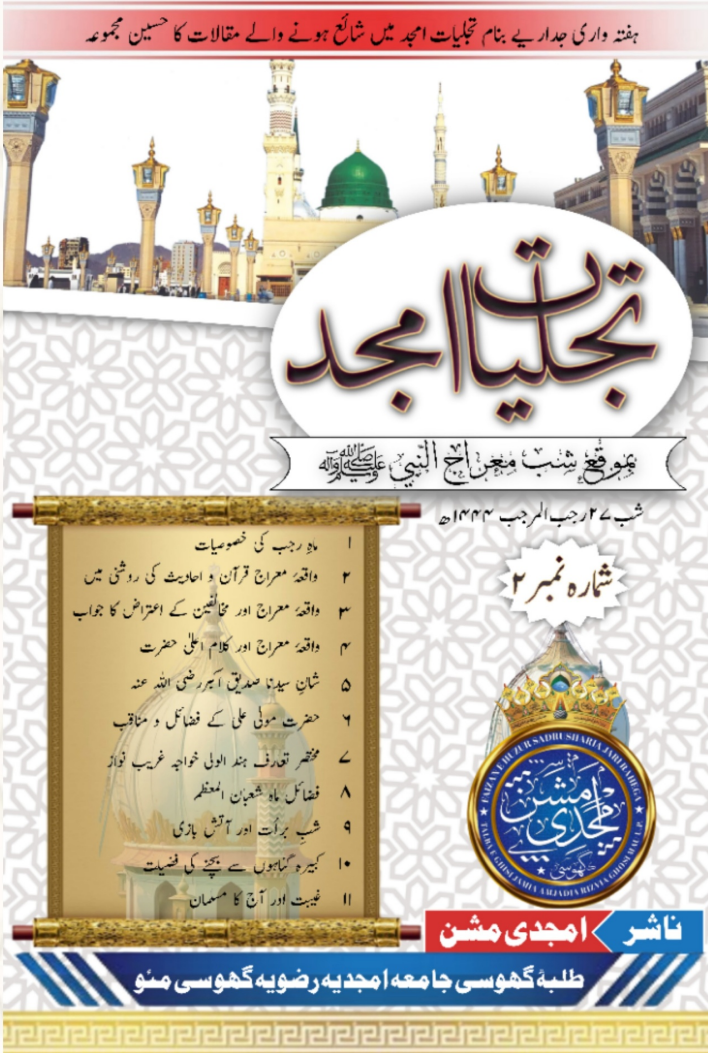
کتابِ علم کے اوراق کر کے معتبر تفسیر !
نصابِ علم کو بہتر بنایا امجدیہ نے

از قلم:۔ تفسیر رضا امجدی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

الحمدللہ رب العالمین

تجلیات امجد کا افتتاح ۴۸/ واں عرس حضور حافظ ملت کے کے حسین موقع پر ہوا، اساتذۂ کرام کی دعاؤں کا سہارا لیتے ہوئے معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴۴۴ھ کی پر کیف شب میں دوسرا شمارہ منظر عام پر آیا، حضور صدر الشریعہ کے فیضان کرم سے شمارہ نمبر ۳ عرس امجدی ۱۴۴۴ھ کے حسین موقع پر قارئین کے نذر کیا جاتا ہے۔ آپ لوگ اس کو مطالعہ کی زینت بنائیں اور ان ہونہاروں کے لیے آئندہ کی خدمات میں استحکام کی دعا فرمائیں۔

Telegram link 🔗https://telegram.me/amjadimissionghosi